Over 210K+ Followers
20 TO 26 APRIL, 2026 | ۲۰ تا ۲۶ اپریل ۲۰۲۶
عوام۔نظام اور ایوان
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم
ایڈیٹر: نشید آفاقی
پاک واچ
PAKISTAN WATCH

شرمیلا فاروقی کا پیرس، ہمارا کراچی

شاید یہ وہ پیرس ہے جہاں صفائی صرف خوابوں میں ہوتی ہے اور گڑھے فیشن کا حصہ ہیں

کراچی سیف سٹی منصوبہ
جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے محفوظ مستقبل کی جانب ایک اہم قدم

عالمی بساط پر پاکستان کا نیا کردار
معاشی سفارتکاری، دفاعی توازن اور عالمی اعتماد کی بحالی

Over 210K+ Followers on social media now shining in print too

شرمیلا فاروقی کا پیرس، ہمارا کراچی

نشیب و فراز
نشید آفاقی

کراچی واقعی ایک عجیب شہر ہے۔ یہاں سمندر بھی ہے، شور بھی ہے، زندگی بھی ہے اور مسائل بھی ایسے کہ بندہ کبھی کبھی سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ یہ شہر چل کیسے رہا ہے۔ مگر پھر اچانک ایک بیان آتا ہے اور ساری الجھنیں دور ہو جاتی ہیں۔ حال ہی میں پاکستان پیپلز پارٹی کی رہنما شرمیلا فاروقی نے فرمایا کہ کراچی میں رہنا ایسا ہے جیسے پیرس میں رہنا۔ بس پھر کیا تھا، کراچی کے باسیوں کو ایک دم احساس ہوا کہ وہ تو برسوں سے غلط فہمی میں جی رہے تھے۔

ہم سمجھتے رہے کہ ہم ٹوٹی سڑکوں، پانی کی قلت، ٹریفک کے اژدحام اور لوڈشیڈنگ کے درمیان زندگی گزار رہے ہیں، مگر اصل میں ہم تو پیرس کی رومانوی فضا میں سانس لے رہے تھے۔ شاید یہ ہماری بصارت کا قصور ہے کہ ہمیں لیاری ایکسپریس وے ''شانزے لیزے'' نہیں دکھائی دیتا، یا صدر کی گلیاں ہمیں ''ایفل ٹاور'' کے سائے تلے نہیں لگتیں۔

پیرس، جسے روشنیوں کا شہر کہا جاتا ہے، وہاں کی گلیاں صاف، ٹریفک منظم اور شہری سہولیات بہترین ہیں۔ اور کراچی؟ یہاں روشنیوں کا شہر اب روشنیوں سے زیادہ اندھیروں کی کہانی سناتا ہے۔ لیکن اگر آپ کے پاس طاقت، وسائل اور مخصوص راستے ہوں تو واقعی کراچی پیرس لگ سکتا ہے۔ یہ وہ پیرس ہے جو صرف چند لوگوں کے لیے مخصوص ہے، جہاں نہ پانی کی لائن ٹوٹتی ہے، نہ بجلی جاتی ہے، نہ کچرا دکھائی دیتا ہے۔

عام آدمی کے لیے کراچی کا ''پیرس'' کچھ یوں ہے کہ صبح دفتر جانے نکلیں تو سڑکیں کھنڈرات کا منظر پیش کر رہی ہوں۔ ٹریفک میں گھنٹوں پھنسے رہیں، اور اگر بارش ہو جائے تو پھر سڑکیں نہر کا منظر پیش کریں۔ ایسے میں اگر کوئی کہے کہ ''آپ پیرس میں رہ رہے ہیں'' تو بندہ سوچتا ہے کہ شاید ہم نے پیرس کا کوئی متبادل ورژن دیکھ لیا ہے۔

یہ بیان صرف ایک جملہ نہیں، بلکہ ہمارے حکمرانوں اور عوام کے درمیان فاصلے کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔ وہ کراچی جو ایئر کنڈیشنڈ گاڑیوں کے شیشوں کے پیچھے سے دیکھا جاتا ہے، اور وہ کراچی جو رکشے، بسوں اور موٹر سائیکلوں پر سفر کرنے والے دیکھتے ہیں، دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

ایک کراچی پیرس ہے، دوسرا کراچی حقیقت ہے۔ سوال یہ نہیں کہ کراچی پیرس ہے یا نہیں، سوال یہ ہے کہ کیا ہم واقعی اپنے شہر کی حالت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں؟ کیا ہم یہ ماننے کو تیار ہیں کہ یہاں بنیادی سہولیات کا فقدان ہے؟ یا ہم اسی طرح بیانات کے سہارے ایک خیالی پیرس میں جیتے رہیں گے؟

یہ بھی حقیقت ہے کہ کراچی میں ایک خاص خوبصورتی ہے۔ یہاں کے لوگ محنتی ہیں، یہاں زندگی کی رفتار تیز ہے، یہاں مواقع بھی ہیں۔ مگر اس خوبصورتی کو پیرس سے تشبیہ دینا کچھ ایسا ہی ہے جیسے کسی زخم پر خوشبو لگا کر اسے ٹھیک سمجھ لیا جائے۔

شاید شرمیلا فاروقی کا پیرس وہ کراچی ہے جہاں سڑکیں ہموار ہیں، جہاں پانی وافر ہے، جہاں صفائی کا نظام بہترین ہے۔ مگر یہ کراچی کہاں ہے؟ اگر یہ واقعی موجود ہے تو پھر اسے عوام تک کیوں نہیں پہنچایا جاتا؟ کیوں ایک عام شہری کو اس ''پیرس'' تک رسائی نہیں؟

یہ بیان طنز کا دروازہ اس لیے بھی کھولتا ہے کیونکہ عوام اب شعور رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے اور بیان کیا۔ وہ جانتے ہیں کہ پیرس کی مثال دینا آسان ہے، مگر کراچی کو واقعی پیرس بنانا مشکل کام ہے، جس کے لیے محنت، منصوبہ بندی اور خلوص درکار ہے۔

اگر واقعی کراچی کو پیرس بنانا ہے تو پھر صرف بیانات کافی نہیں ہوں گے۔ سڑکوں کو درست کرنا ہوگا، پانی کا مسئلہ حل کرنا ہوگا، ٹریفک کو کنٹرول کرنا ہوگا، اور سب سے بڑھ کر شہریوں کو وہ عزت دینی ہوگی جس کے وہ حق دار ہیں۔ تب جا کر شاید کوئی یہ کہے کہ کراچی واقعی پیرس جیسا ہے، اور لوگ اس پر ہنسنے کے بجائے فخر کریں۔

فی الحال تو صورتحال یہ ہے کہ کراچی کے باسی جب یہ سنتے ہیں کہ وہ پیرس میں رہ رہے ہیں تو وہ مسکرا دیتے ہیں۔ یہ مسکراہٹ خوشی کی نہیں، بلکہ اس تلخ حقیقت کی ہے جسے وہ روز جیتے ہیں۔

آخر میں بس اتنا ہی کہ اگر کراچی واقعی پیرس ہے تو پھر ہمیں بھی وہی پیرس دکھا دیں۔ وہ پیرس جہاں زندگی آسان ہو، جہاں سہولیات میسر ہوں، جہاں شہری سکون سے جی سکیں۔ ورنہ ایسے بیانات صرف طنز کا سامان بنتے رہیں گے، اور کراچی بدستور کراچی ہی رہے گا ایک ایسا شہر جو اپنی اصل میں خوبصورت ہے، مگر دعووں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی
● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،
● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان
● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

20 TO 26 APRIL, 2026 ☆☆☆ ۲۰ تا ۲۶ اپریل ۲۰۲۶ ☆☆☆

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاک واچ نیوز

PAKISTAN WATCH

https://www.facebook.com/ pakistanwatch.news

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے
اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح اور شام کے اوقات میں) اور رات کی چند (پہلی) ساعات میں نماز پڑھا کرو، کچھ شک نہیں کہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں یہ ان کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں اور صبر کیے رہو کہ اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا
سورۃ ہود 11- آیت نمبر 115-114

مجھے ہے حکم اذاں ....!

وفاقی وزیرِ خزانہ محمد اورنگزیب نے کہا ہے کہ سعودی عرب کی مالی معاونت پاکستان کے لیے نہایت اہمیت کی حامل ہے، جو ملک کی بیرونی مالی پوزیشن کو مزید مستحکم بنانے میں کلیدی کردار ادا کرے گی۔ انہوں نے یہ بات ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے بہار اجلاس کے موقع پر موڈیز کے نمائندگان سے ملاقات کے دوران کہی، جہاں پاکستان کی موجودہ معاشی صورتحال اور عالمی مالیاتی منڈیوں میں دوبارہ مؤثر واپسی کی حکمت عملی پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ ملاقات کے دوران وزیرِ خزانہ نے اس امر پر زور دیا کہ پاکستان نے حالیہ عرصے میں مالیاتی نظم وضبط کو بہتر بنانے کے لیے مؤثر اقدامات کیے ہیں، جس کے مثبت نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ پاکستان نے یورو بانڈ کی ادائیگی کامیابی سے مکمل کر لی ہے، جو عالمی سطح پر ملک کی ساکھ میں اضافے کا باعث بنی ہے۔ مزید برآں، حکومت تمام قرض دہندگان کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو بروقت اور شفاف انداز میں پورا کر رہی ہے، جس سے عالمی مالیاتی اداروں کا اعتماد بحال ہو رہا ہے۔ محمد اورنگزیب نے کہا کہ سعودی عرب جیسے برادر ملک کی مالی معاونت نہ صرف فوری مالی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے بلکہ اس سے پاکستان کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں بہتری آتی ہے اور بیرونی ادائیگیوں کے دباؤ میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔ انہوں نے اس تعاون کو دونوں ممالک کے درمیان مضبوط اقتصادی تعلقات کا مظہر قرار دیا۔ وزیرِ خزانہ نے عالمی مالیاتی منڈیوں میں دوبارہ رسائی کے لیے حکومت کی درمیانی مدت کی حکمت عملی پر بھی روشنی ڈالی۔ ان کے مطابق حکومت ایسے اقدامات کر رہی ہے جن سے سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال ہو اور پاکستان ایک بار پھر بین الاقوامی سرمایہ کاری کے لیے ایک پرکشش مارکیٹ کے طور پر ابھرے۔ اس سلسلے میں مالیاتی اصلاحات، ٹیکس نیٹ میں توسیع، اور برآمدات کے فروغ کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ موجودہ علاقائی صورتحال کے تناظر میں توانائی کے شعبے میں بھی اہم اقدامات کیے جا رہے ہیں تاکہ توانائی کے وسائل کو مستحکم بنایا جا سکے اور معیشت کو درپیش چیلنجز سے نمٹا جا سکے۔ حکومت توانائی کے متبادل ذرائع کو فروغ دینے اور درآمدی انحصار کم کرنے کے لیے پالیسی اقدامات پر عمل پیرا ہے۔ وزیرِ خزانہ کا کہنا تھا کہ پاکستان بتدریج معاشی استحکام کی جانب گامزن ہے اور عالمی شراکت داروں کے تعاون سے ملک کی معیشت کو مزید مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جا رہا ہے۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر

Top Stories ٹاپ اسٹوریز

عالمی بساط پر پاکستان کا نیا کردار
(شیخ راشد عالم کا کالم)

PAGE 04

کینیڈا میں عام لوگوں پر جنگ کے اثرات

PAGE 07

کراچی سیف سٹی منصوبہ جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے محفوظ مستقبل کی جانب ایک اہم قدم

PAGE 05

جرمنی میں میکلن بورگ کا محل اور آرائشی پتھروں کی پن چکی

PAGE 12

عورت سے اختلاف یا اس کی تذلیل

PAGE 06

ڈیجیٹل فنانس کے شعبے میں تیزی سے ابھرتے ہوئے مواقع

PAGE 15

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

Over 210K+ Followers on social media now shining in print too

حرفِ حق

شیخ راشد عالم

عالمی بساط پر پاکستان کا نیا کردار

دنیا کی سیاست ایک بار پھر ایک نازک مگر امکانات سے بھرپور موڑ پر کھڑی ہے، جہاں طاقت، مفادات اور سفارتکاری کے پیچیدہ امتزاج نے بین الاقوامی تعلقات کو نئی جہت دی ہے۔ ایسے میں پاکستان کا کردار نہ صرف زیرِ بحث ہے بلکہ ایک مثبت تناظر میں ابھرتا دکھائی دے رہا ہے۔ ماضی میں جہاں پاکستان کو زیادہ تر سیکیورٹی کے زاویے سے دیکھا جاتا تھا، وہیں اب اسے ایک ممکنہ ثالث، سہولت کار اور رابطے کے مضبوط پل کے طور پر تسلیم کرنے کی سوچ پروان چڑھ رہی ہے۔ یہ تبدیلی اگرچہ ابتدائی مرحلے میں ہے، مگر اس میں مستقبل کی روشن جھلک واضح نظر آتی ہے۔

حالیہ عرصے میں پاکستان نے اہم علاقائی اور عالمی معاملات میں خاموش مگر مؤثر سفارتکاری کے ذریعے اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ خاص طور پر مشرقِ وسطیٰ کی کشیدہ صورتحال میں مذاکرات کی راہ ہموار کرنے کی کوششیں اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ اسلام آباد محض تماشائی نہیں بلکہ ایک ذمہ دار اور فعال شراکت دار کے طور پر سامنے آ رہا ہے۔ ان اقدامات کو عالمی سطح پر سنجیدگی سے دیکھا جا رہا ہے، جو پاکستان کے لیے ایک حوصلہ افزا اشارہ ہے۔

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ عالمی سیاست میں کسی بھی ملک کا مقام وقتی اقدامات سے نہیں بلکہ مستقل مزاجی اور پالیسی کے تسلسل سے بنتا ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ پاکستان اب اس سمت میں پیش رفت کرتا دکھائی دے رہا ہے۔ اگر یہی تسلسل برقرار رہا تو یہ سفارتی سرگرمیاں ایک مضبوط اور دیرپا حکمتِ عملی میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔

پاکستان کی جغرافیائی اہمیت ہمیشہ سے اس کی ایک بڑی طاقت رہی ہے۔ جنوبی ایشیا، مشرقِ وسطیٰ اور وسطی ایشیا کے سنگم پر واقع ہونا اسے قدرتی طور پر ایک ایسا ملک بناتا ہے جو مختلف خطوں کو آپس میں جوڑ سکتا ہے۔ اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان اس قدرتی برتری کو مؤثر سفارتکاری کے ذریعے عملی طاقت میں تبدیل کرنے کی جانب بڑھ رہا ہے۔ یہی پہلو مستقبل میں اسے ایک کلیدی عالمی کردار دے سکتا ہے۔

ثالثی کا کردار ادا کرنا بلاشبہ ایک بڑا چیلنج ہوتا ہے، لیکن پاکستان نے جس اعتماد اور توازن کے ساتھ اس سمت میں قدم بڑھایا ہے، وہ امید افزا ہے۔ کسی بھی تنازع میں غیر جانبدار رہتے ہوئے فریقین کو قریب لانا ایک مشکل عمل ہے، مگر پاکستان کی حالیہ کوششیں اس کی صلاحیت کا واضح ثبوت پیش کرتی ہیں۔

داخلی استحکام کسی بھی ملک کی عالمی ساکھ کی بنیاد ہوتا ہے، اور پاکستان میں اس حوالے سے بتدریج بہتری کی امید بھی موجود ہے۔ سیاسی اور معاشی میدان میں استحکام کی کوششیں اگر اسی رفتار سے جاری رہیں تو یہ نہ صرف داخلی حالات کو مضبوط بنائیں گی بلکہ عالمی سطح پر پاکستان کے موقف کو بھی مزید معتبر بنائیں گی۔

میڈیا اور تجزیہ کاروں کے درمیان اس حوالے سے مختلف آرا ضرور پائی جاتی ہیں، مگر ایک بات پر کافی حد تک اتفاق نظر آتا ہے کہ پاکستان نے ایک مثبت سمت میں قدم ضرور اٹھایا ہے۔ کچھ اسے بڑی کامیابی قرار دیتے ہیں اور کچھ اسے ابتدائی مرحلہ، مگر دونوں صورتوں میں یہ پیش رفت اہمیت کی حامل ہے۔

آج کی دنیا میں سفارتکاری کے انداز تیزی سے بدل رہے ہیں۔ روایتی طریقوں کے ساتھ ساتھ اب غیر رسمی رابطے، علاقائی تعاون اور بیک ڈور چینلز کو بھی اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔ پاکستان اگر اسی جدت کے ساتھ اپنی پالیسیوں کو آگے بڑھاتا رہا تو وہ نہ صرف خطے بلکہ عالمی سطح پر بھی ایک مؤثر آواز بن سکتا ہے۔

عالمی منظرنامے میں پاکستان کی نئی پہچان کا تصور اب محض ایک خیال نہیں بلکہ ایک ابھرتی ہوئی حقیقت بنتا دکھائی دے رہا ہے۔ اگرچہ اس سفر میں چیلنجز موجود ہیں، لیکن امکانات کہیں زیادہ روشن ہیں۔ یہ ایک ایسا راستہ ہے جو صبر، حکمت اور مستقل مزاجی کا تقاضا کرتا ہے، اور پاکستان ان تمام خصوصیات کے ساتھ آگے بڑھتا نظر آ رہا ہے۔

آخر میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ پاکستان اس وقت ایک نئے دور کے آغاز پر کھڑا ہے۔ اس کی حالیہ سفارتی سرگرمیاں نہ صرف ایک مثبت سمت کی نشاندہی کرتی ہیں بلکہ ایک روشن مستقبل کی امید بھی دلاتی ہیں۔ اگر یہی رفتار اور سنجیدگی برقرار رہی تو وہ دن دور نہیں جب پاکستان عالمی منظرنامے میں ایک مضبوط، باوقار اور مؤثر کردار کے طور پر اپنی پہچان مزید مستحکم کرے گا۔

پاکستان واچ رپورٹ

کراچی سیف سٹی
جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے محفوظ مستقبل کی جانب ایک اہم قدم

دنیا کے بڑے شہروں میں امن و امان کو برقرار رکھنا ایک مسلسل چیلنج بن چکا ہے، خصوصاً ایسے میگا سٹیز میں جہاں آبادی کا دباؤ، ٹریفک کا بے ہنگم نظام اور جرائم کی مختلف اقسام بیک وقت موجود ہوں۔ کراچی، جو پاکستان کا معاشی حب اور سب سے بڑا شہر ہے، بھی انہی مسائل سے دوچار رہا ہے۔ ایسے میں "سیف سٹی" جیسے منصوبے نہ صرف وقت کی ضرورت ہیں بلکہ شہری زندگی کو محفوظ، منظم اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ بنانے کے لیے ناگزیر ہو چکے ہیں۔

سیف سٹی منصوبے کا بنیادی مقصد جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے شہری نگرانی، جرائم کی روک تھام، فوری ردعمل اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنانا ہے۔ دنیا کے کئی ترقی یافتہ شہروں میں اس نوعیت کے منصوبے کامیابی سے چل رہے ہیں، جہاں کیمرہ نیٹ ورکس، فیشل ریکگنیشن، اور ڈیٹا اینالیٹکس کے ذریعے نہ صرف جرائم کی شرح میں کمی آئی بلکہ شہریوں کے اعتماد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

کراچی سیف سٹی منصوبہ بھی اسی وژن کا حصہ ہے، جس کے تحت شہر کے مختلف علاقوں میں جدید اسمارٹ کیمرے نصب کیے جا رہے ہیں۔ یہ کیمرے صرف نگرانی تک محدود نہیں بلکہ ان میں مصنوعی ذہانت (AI) پر مبنی خصوصیات بھی شامل ہیں، جیسے کہ نمبر پلیٹ کی شناخت (ANPR) اور چہرے کی پہچان (Facial Recognition)۔ ان ٹیکنالوجیز کی مدد سے مشتبہ افراد اور گاڑیوں کی فوری نشاندہی ممکن ہو جاتی ہے، جس سے جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کارروائی میں تیزی آتی ہے۔

سیف سٹی منصوبے کا ایک اہم پہلو اس کا مربوط کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم ہے۔ اس سسٹم کے ذریعے شہر بھر میں نصب کیمروں سے حاصل ہونے والا ڈیٹا ایک مرکزی کنٹرول روم میں جمع ہوتا ہے، جہاں ماہر عملہ 24 گھنٹے صورتحال کی نگرانی کرتا ہے۔ کسی بھی ہنگامی صورتحال میں فوری طور پر متعلقہ اداروں کو الرٹ کیا جاتا ہے، جس سے رسپانس ٹائم کم ہو جاتا ہے اور نقصان کو کم سے کم رکھا جا سکتا ہے۔

اس منصوبے میں پبلک پینک بٹن، موبائل سرویلنس یونٹس اور ڈرونز جیسے جدید آلات بھی شامل کیے جا رہے ہیں، جو شہریوں کو براہ راست سیکیورٹی نظام سے جوڑتے ہیں۔ پینک بٹن کے ذریعے کوئی بھی شہری ہنگامی حالت میں فوری مدد حاصل کر سکتا ہے، جبکہ ڈرونز بڑے اجتماعات، ٹریفک یا حساس علاقوں کی نگرانی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ٹریفک مینجمنٹ کے حوالے سے بھی سیف سٹی منصوبہ ایک گیم چینجر ثابت ہو سکتا ہے۔ اسمارٹ کیمرے ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کی نشاندہی کرتے ہیں، جبکہ سگنل مانیٹرنگ سسٹم ٹریفک کے بہاؤ کو بہتر بناتا ہے۔ اس سے نہ صرف حادثات میں کمی آتی ہے بلکہ شہریوں کو وقت کی بچت بھی ہوتی ہے۔

تاہم، ایسے منصوبوں کے ساتھ کچھ چیلنجز بھی وابستہ ہوتے ہیں۔ سب سے اہم مسئلہ ڈیٹا پرائیویسی کا ہے۔ شہریوں کی نقل و حرکت اور ذاتی معلومات کی نگرانی ایک حساس معاملہ ہے، جس کے لیے واضح قوانین اور شفاف پالیسیز ضروری ہیں تاکہ اس ٹیکنالوجی کا غلط استعمال نہ ہو۔ اس کے علاوہ، سسٹم کی مسلسل دیکھ بھال، اپ گریڈیشن اور تربیت یافتہ عملے کی دستیابی بھی ایک اہم تقاضا ہے۔

کراچی جیسے شہر میں سیف سٹی منصوبہ نہ صرف جرائم کی روک تھام بلکہ شہری نظم و ضبط، ایمرجنسی سروسز کی بہتری اور مجموعی طور پر معیار زندگی کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اگر اس منصوبے کو مؤثر طریقے سے نافذ کیا جائے اور اس میں شفافیت، احتساب اور جدید تقاضوں کو مدنظر رکھا جائے تو یہ کراچی کو ایک محفوظ اور جدید شہر بنانے میں سنگ میل ثابت ہو سکتا ہے۔

اسی تناظر میں وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کی زیر صدارت ہونے والا حالیہ اجلاس انتہائی اہمیت کا حامل ہے، جس میں کراچی سیف سٹی پروجیکٹ کے فیز ٹو کی باقاعدہ منظوری دی گئی۔ اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ شہر بھر میں 2,300 سے زائد اسمارٹ کیمرے نصب کیے جائیں گے، جن میں بڑی تعداد ایسے کیمروں کی ہوگی جو نمبر پلیٹ اور چہرے کی خودکار شناخت کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اجلاس میں بتایا گیا کہ اس منصوبے کے تحت نہ صرف نگرانی کے نظام کو وسعت دی جائے گی بلکہ جدید انفراسٹرکچر بھی قائم کیا جائے گا، جس میں پوائنٹس آف پریزنس، سولر بیک اپ، اسمارٹ سرویلنس ٹاورز، اور مرکزی کمانڈ سسٹم شامل ہوں گے۔ مزید برآں، رسپانس گاڑیوں اور سرویلنس ڈرونز کی شمولیت سے سیکیورٹی نظام کو مزید مؤثر بنایا جائے گا۔

وزیراعلیٰ سندھ نے اس موقع پر واضح کیا کہ عوامی تحفظ حکومت کی اولین ترجیح ہے اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے بغیر اس مقصد کا حصول ممکن نہیں۔ انہوں نے حکام کو ہدایت دی کہ منصوبے پر کام تیزی سے شروع کیا جائے اور مقررہ وقت میں مکمل کیا جائے تاکہ شہری جلد از جلد اس کے فوائد حاصل کر سکیں۔

اجلاس میں یہ بھی بتایا گیا کہ منصوبے کی لاگت تقریباً 9.98 ارب روپے ہے اور اسے 12 ماہ میں مکمل کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ خریداری کے عمل میں مذاکرات کے ذریعے ایک ارب روپے سے زائد کی بچت بھی کی گئی، جو حکومتی مالی نظم و ضبط کی عکاسی کرتا ہے۔

مزید برآں، اجلاس میں سندھ کے دیگر بڑے شہروں جیسے حیدرآباد، سکھر، لاڑکانہ، میرپورخاص اور شہید بینظیرآباد میں بھی سیف سٹی منصوبے شروع کرنے کی تجاویز پر غور کیا گیا۔ یہ اقدام اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ حکومت اس منصوبے کو صرف کراچی تک محدود نہیں رکھنا چاہتی بلکہ پورے صوبے میں ایک مربوط سیکیورٹی نیٹ ورک قائم کرنا چاہتی ہے۔

وزیراعلیٰ نے اس بات پر بھی زور دیا کہ تمام سیف سٹی منصوبوں کو ایک ہی فریم ورک کے تحت مربوط کیا جائے تاکہ معیار یکساں رہے اور وسائل کا ضیاع نہ ہو۔ ان کے مطابق بکھرے ہوئے نظام نہ صرف غیر مؤثر ہوتے ہیں بلکہ ان سے مطلوبہ نتائج بھی حاصل نہیں ہو پاتے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو کراچی سیف سٹی فیز ٹو کی منظوری ایک مثبت اور دوررس اقدام ہے، جو نہ صرف شہر کی سیکیورٹی کو بہتر بنائے گا بلکہ اسے جدید شہری تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں بھی مدد دے گا۔ اگر اس منصوبے پر مؤثر عملدرآمد یقینی بنایا گیا تو یہ کراچی کو ایک محفوظ، منظم اور ترقی یافتہ شہر بنانے کی جانب ایک بڑا اقدام ثابت ہوگا۔

"گلی کوچے"

فرحانہ اشرف فرحانہ

عورت سے اختلاف یا اس کی تذلیل

اختلاف ایک فطری، فکری، علمی و معاشرتی عمل ہے۔ لیکن کسی بھی عمل میں تہذیب و وقار کا خیال نہ رکھا جائے تو بات دلیل سے نکل کر تذلیل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اب وہ اختلاف چاہے مرد ذات سے ہو یا عورت سے، ترقی پسند معاشروں میں شخصی آزادی اور ذاتی پسند کا احترام کیا جاتا ہے جب کہ ہمارے یہاں حال ہی میں خاتون صحافی کے لباس کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ اور طرح طرح کی باتیں کی گئیں۔ جس میں عوام نے اپنا اچھا خاصا قیمتی وقت برباد بھی کیا اور تنقید برائے تنقید سے حاصل کچھ نہیں ہوا بلکہ غیر ضروری بحث سے ایک دوسرے سے تعلقات بھی خراب کیے۔ وقت بھی ضائع کیا۔ خاتون صحافی کے لباس سے متعلق بعض لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ پاکستان کی نمائندگی مشرقی لباس میں ہونی چاہیے تھی۔ جبکہ سارے مرد صحافی فرنگی لباس میں ہی ہوتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مان لیا بہت ہی غلط لباس صحافی خاتون نے پہن لیا تھا۔ لیکن کیا اس کی نامناسب تصاویر لینا اور پھر عوام کا ان تصاویر کا نہ صرف وائرل کرنا بلکہ بگاڑ بگاڑ کر میمز بنا بنا کر پوسٹ کرنا وائرل کرنا صحیح عمل ہے؟

اور کس پاکستان کی نمائندگی کر رہے ہیں آپ؟

ایک طرف آپ کے اسلامی درس اور دوسری جانب آپ کا یہ عمل۔ کیا یہ کھلا تضاد نہیں۔ جنکو اسلام کا الف نہیں معلوم پاکستان کے پ سے بے خبر انہوں نے بھی اسلام کی اور پاکستان کی نمائندگی والی باتوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مذاکرات میں کیا طے ہوا۔ ملکی صورت حال کیا ہوگی اس پر بات کرنے کے بجائے لباس زیر بحث ہے۔

اس موضوع پر میں نے دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات سے رابطہ کیا اور ان کے خیالات جاننے کی کوشش کی کہ وہ اس صورت حال کو کس طرح سے دیکھتے ہیں۔ کیا سوچتے ہیں

محمد فیصل عشرت، لیکچرار گورنمنٹ کالج کہتے ہیں کہ "انسان اپنی سوچ سے پہچانا جاتا ہے، لباس سے نہیں"۔ لیکن آج کے ڈیجیٹل دور میں ایسا لگتا ہے کہ ہم نے لوگوں کو ان کے کام، ان کی محنت اور ان کی شخصیت کے بجائے صرف اس ترازو میں تولنا شروع کر دیا ہے کہ انہوں نے کیا پہنا ہوا ہے۔ حالیہ دنوں میں سینئر خاتون صحافی کے لباس پر ہونے والی تنقید محض ایک فرد پر حملہ نہیں ہے، بلکہ یہ اس ذہنیت کی عکاسی ہے جو عورت کو اس کے کام سے زیادہ اس کے ظاہر سے پرکھتی ہے۔ حالیہ دنوں میں معروف اینکر پرسن کے لباس کو جس طرح نشانہ بنایا گیا، وہ نہ صرف ایک فرد کی ذاتی زندگی میں مداخلت ہے بلکہ ہمارے مجموعی سماجی رویوں پر ایک سوالیہ نشان بھی ہے۔

لباس کا انتخاب کسی بھی انسان کا نہایت نجی فیصلہ ہوتا ہے۔ ایک پیشہ ور صحافی کے طور پر ان کی پہچان ان کا کام، ان کے سوالات اور ان کی رپورٹنگ ہونی چاہیے۔ جب ہم کسی خاتون کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو پس پشت ڈال کر اس کے لباس پر گفتگو شروع کر دیتے ہیں، تو ہم شعوری یا لاشعوری طور پر اس کی آواز کو دبانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں

سینئر خاتون صحافی نے برسوں کی محنت سے صحافت کے میدان میں اپنا ایک مقام بنایا ہے۔ ایک اینکر کے طور پر ان کا کام مشکل سوال کرنا اور حالاتِ حاضرہ پر نظر رکھنا ہے۔ جب ہم ان کے تجزیوں کو چھوڑ کر ان کے لباس کو بحث کا موضوع بناتے ہیں، تو ہم لاشعوری طور پر یہ پیغام دیتے ہیں کہ ایک عورت چاہے کتنی ہی باصلاحیت کیوں نہ ہو، اسے ہمیشہ اس کے "لُک" (Look) کی بنیاد پر ہی جج کیا جائے گا۔ کیا یہ رویہ ایک مہذب معاشرے کو زیب دیتا ہے؟۔۔۔۔

خلاصہ کلام یہ کہ لباس بدلتے رہتے ہیں، لیکن جو تلخ جملے ہم کسی کی دل آزاری کے لیے ادا کرتے ہیں، ان کے زخم کبھی نہیں بھرتے۔ آیئے تنقید کے بجائے احترام کو فروغ دیں"

یہ تھے فیصل عشرت ان ہی کی بات کو آگے بڑھاؤنگی کہ متوازن، معاشرہ تب وجود میں آتا ہے جب احتساب سب کے لیے یکساں ہو۔ صرف ایک طبقے کو مورد الزام ٹھہرانا انصاف نہیں تعصب ہے۔

ٹیچر مہرین بنت رمضان کا کہنا ہے کہ "بہت ہی حساس موضوع ہے۔ مختصر ہی کلام کرنا چاہونگی۔ کہتی ہیں کہ صحافی خاتون کی تصاویر جس قسم کی لی گئیں وائرل کی گئیں نہایت غیر اخلاقی نامناسب عمل ہے۔ اور جو لوگ اس عمل میں شامل تھے انکو لباس پر تنقید کرنے کے بجائے۔ اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اختلاف و اعتراض تمیز و تہذیب سے بھی ہو سکتے ہیں"

بالکل اختلاف رائے کا تنقید کا سلیقہ سیکھنے کی ہماری قوم کو ضرورت ہے تو کامیابی اسی میں ہے کہ ہم اپنے اندر وہ بصیرت پیدا کریں جو ہمیں دوسروں کے بجائے اپنی اصلاح کرنے کی طرف مائل کرے۔

اسی سلسلے میں پاکستان کے نامور سینئر شاعر جاوید صبا صاحب سے بھی گفتگو ہوئی

وہ فرماتے ہیں کہ "عورت ہو یا مرد دونوں کی عزت و حرمت کا پاس رکھنا چاہیے۔ اور لباس کا انتخاب فرد کی شخصی آزادی ہے۔ اپنی پسند ہے۔ دنیا بھر میں کون کیا پہن رہا ہے اس سے کسی کو غرض نہیں۔ یہ موضوع زیر بحث ہونا ہی نہیں چاہیے۔ تنگ ذہنیت کے لوگ ایسا کرتے ہیں

وہ صحافی ہیں تو صحافت پر بات کی جائے۔

میرا ایک شعر ہے کہ

تیرے پیرہن میں بھٹک گئے سبھی قافلے رہ شوق کے
تیری گفتگو سے پتہ چلا کہ تیرا پتا کوئی اور ہے

وہ مزید فرماتے ہیں کہ بدقسمت معاشرہ ہیںہم ذہنی پسماندگی کا شکار ہیں جو بنا سوچے سمجھے کہتے ہیں اور ججمینٹل ہوتے ہیں۔ "یعنی ہمیں اپنی ترجیحات درست کرنے کی ضرورت ہے۔ شعور و تربیت کی ضرورت ہے۔

اینکر آفتاب احمد کا کہنا ہے کہ "میڈیا اور سوشل میڈیا کے اس دور میں شخصیات کے گرد پیدا ہونے والے مباحث اکثر اپنی اصل سے ہٹ کر ذاتیات کی نذر ہو جاتے ہیں، اور یہی کچھ آج کل صحافی خاتون کے لباس کے حوالے سے دیکھنے میں آرہا

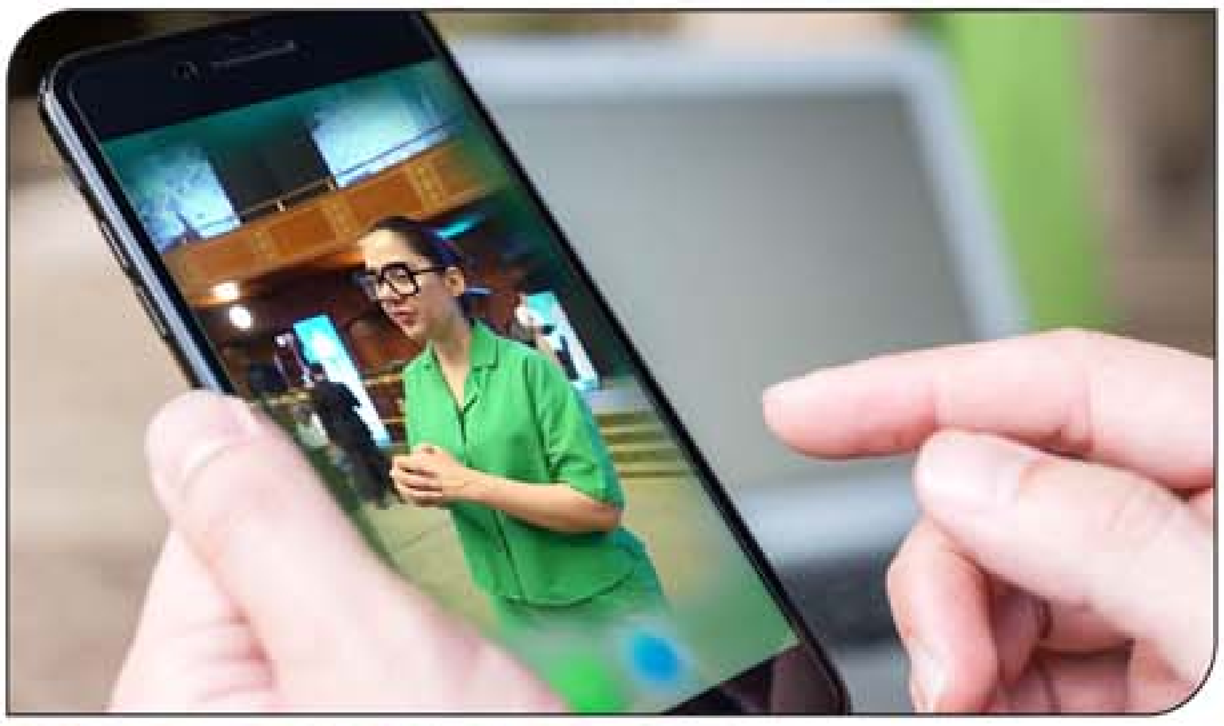

ہے کسی کے لباس کو بنیاد بنا کر تضحیک، طنز اور کردار کشی کرنا نہ صرف اخلاقی پستی کی علامت ہے بلکہ معاشرتی رویوں میں عدم برداشت کو بھی ظاہر کرتا ہے تنقید کا حق ہر شہری کو حاصل ہے، مگر اس کا دائرہ تہذیب اور شائستگی سے باہر نہیں ہونا چاہیے بدقسمتی سے ہم اختلاف کو ذاتی حملوں میں بدل دیتے ہیں اور یہی رویہ معاشرے کو تقسیم کرتا ہے۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اختلاف رائے کا مہذب اظہار ہی ایک صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے اگر ہم واقعی بہتری چاہتے ہیں تو ہمیں شخصیت نہیں بلکہ رویے پر تنقید کرنی ہوگی، اور وہ بھی دلیل اور وقار کے ساتھ کسی کے لباس، شکل یا ذاتی زندگی کو نشانہ بنانا نہ کل درست نہ آج"

یعنی تنقید برائے اصلاح ہو تذلیل کا رویہ ایک سماجی بیماری ہے۔ عورت کی تعظیم و تکریم نہ کرنا عورت کو کم تر حقیر سمجھنا اخلاقی پستی کی علامت اور معاشرے کے زوال کا سبب ہے

آیئے سوشل میڈیا کے ہجوم سے نکل کر اپنے اندر جھانکیں اور یہ طے کریں کہ

ہم کیسا معاشرہ چاہتے ہیں؟

وہ جہاں اختلاف دلیل سے ہو یا وہ جہاں پر بحث ذاتی تضحیک میں بدل جائے۔

Over 210K+ Followers on social media now shining in print too

کینیڈا میں عام لوگوں پر جنگ کے اثرات
پاکستانی کمیونٹی کیا سوچتی ہے؟

"منظر پسِ منظر"
صبیحہ خان صبیحہ (کینیڈا)

گزشتہ دنوں جب ایک گروسری اسٹور میں کھڑے ہو کر قیمتوں کا موازنہ کر رہی تھی تو اچانک خیال آیا کہ جنگ صرف خبروں کا موضوع نہیں رہی یہ ہماری روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکی ہے یہاں بیٹھ کر جب دنیا کے مختلف حصوں میں جنگ کی خبریں سنتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے یہ سب ہم سے بہت دور ہو، مگر جیسے ہی روزمرہ گروسری کے اخراجات کا حساب کیا جائے تو احساس ہوتا ہے کہ یہ جنگ ہم سے اتنی دور بھی نہیں۔ دنیا ایک بار پھر ایسے دور سے گزر رہی ہے جہاں جنگ صرف میدانوں تک محدود نہیں رہی، بلکہ اس کے اثرات معیشت، روزگار اور عام انسان کی زندگی تک پھیل چکے ہیں۔ کینیڈا جیسے ترقی یافتہ ملک میں رہتے ہوئے یہ بات شدت سے محسوس ہوتی ہے کہ عالمی حالات کا اثر یہاں کی روزمرہ زندگی پر بھی پڑ رہا ہے۔ مہنگائی ایک خاموش دباؤ جنگ کا سب سے نمایاں اثر مہنگائی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ کینیڈا میں اشیائے خورونوش، کرایوں اور دیگر ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافہ دیکھا جا رہا ہے۔ یہ اضافہ اچانک نہیں، بلکہ ایک مسلسل دباؤ کی شکل میں عام آدمی کو متاثر کر رہا ہے۔ مگر یہاں ایک فرق واضح ہے مہنگائی کو نظرانداز نہیں کیا جاتا، بلکہ اس پر کھل کر بات ہوتی ہے اور اس کے تدارک کے لیے سنجیدہ کوششیں کی جاتی ہیں اگر روزمرہ زندگی میں دیکھیں ان اثرات کو اگر روزمرہ زندگی میں دیکھا جائے تو تصویر اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ ایک عام آدمی صبح سویرے اپنے دن کا آغاز کرتا ہے، کام پر جاتا ہے، اور شام کو

واپس آ کر اپنے اخراجات کا حساب لگاتا ہے۔ گروسری اسٹور میں اب خریداری ایک عادت نہیں بلکہ منصوبہ بندی کا حصہ بن چکی ہے۔ لوگ لسٹ بنا کر جاتے ہیں، غیر ضروری اشیاء ‖ سے گریز کرتے ہیں اور ڈسکاؤنٹس کا انتظار کرتے ہیں۔ پیٹرول کی بڑھتی قیمتوں نے بھی روزمرہ معمولات کو متاثر کیا ہے۔ بہت سے لوگ اب پبلک ٹرانسپورٹ یا کار پولنگ کو ترجیح دے رہے ہیں۔ مگر اس سب کے باوجود زندگی رکی نہیں بلکہ ایک نظم اور صبر کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے، پیٹرول اور توانائی کی صورتحال جنگی حالات میں ایندھن کی قیمتوں میں اضافہ ایک فطری عمل ہے۔ کینیڈا میں بھی اس کا اثر دیکھا گیا ہے، مگر سپلائی کا نظام مستحکم ہے۔ عوام کو قلت کا سامنا نہیں، اور متبادل ذرائع پر بھی توجہ دی جا رہی ہے۔ حکومت کا کردار عملی اقدامات یہاں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ کینیڈا میں حکومت حالات کو صرف دیکھتی نہیں بلکہ اس کے اثرات کو کم کرنے کے لیے اقدامات بھی کرتی ہے۔ کم آمدنی والے افراد کے لیے مالی امداد ٹیکس میں ریلیف اور ریفنڈز چائلڈ بینیفٹ اور سوشل سپورٹ پروگرامز رہائش اور کرایوں میں مدد کے منصوبے یہ اقدامات مسائل کو مکمل ختم تو نہیں کرتے، مگر عوام کو یہ احساس ضرور دلاتے ہیں کہ وہ اکیلے نہیں ہیں عوام کی سوچ فکر اور اعتماد کینیڈا کے لوگ حالات سے باخبر ہیں۔ مہنگائی اور عالمی کشیدگی پر گفتگو بھی ہوتی ہے، مگر ایک توازن کے ساتھ یہاں ایک اعتماد پایا جاتا ہے کہ نظام کام کر رہا ہے اور مسائل کا حل تلاش کیا جا رہا ہے۔ کینیڈا میں پاکستانی کمیونٹی ان حالات کو گہرائی سے محسوس کر رہی ہے۔ ایک طرف وہ مہنگائی اور جنگ کے اثرات کو دیکھ رہی ہے، تو دوسری طرف یہاں کے نظام کا تقابل بھی کرتی ہے، اکثر یہ رائے سننے کو ملتی ہے کہ مشکلات یہاں بھی ہیں، مگر ان کا سامنا کرنے کا طریقہ زیادہ منظم اور سنجیدہ ہے اور یہی فرق امید کو زندہ رکھتا ہے آگے کیا ہوگا؟ یہ سوال ہر ذہن میں ہے۔ جنگ کے اثرات کب تک رہیں گے؟ مہنگائی کہاں جا کر رکے گی؟ حقیقت یہ ہے کہ دنیا غیر یقینی کی طرف بڑھ رہی ہے، مگر ایسے حالات میں وہی معاشرے مضبوط رہتے ہیں جہاں نظام مستحکم ہو، عوام باشعور ہوں اور ذمہ داری کا احساس موجود ہو۔ جنگ چاہے کہیں بھی ہو، اس کے اثرات ہر جگہ محسوس ہوتے ہیں۔ مگر اصل فرق اس بات سے پڑتا ہے کہ ایک معاشرہ ان اثرات کا مقابلہ کیسے کرتا ہے۔ کینیڈا میں مہنگائی ہے، مشکلات ہیں، مگر ان کے ساتھ جینے کا حوصلہ بھی ہے اور ان سے نمٹنے کی کوشش بھی۔ شاید اصل سوال یہی نہیں کہ جنگ کہاں ہو رہی ہے بلکہ یہ ہے کہ ہم اس کے اثرات کا سامنا کیسے کر رہے ہیں دنیا بھر کی طرح کینیڈا میں بھی مہنگائی نے عام آدمی کی زندگی کو متاثر کیا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں مسائل کو چھپایا نہیں جاتا بلکہ ان کے ساتھ جینا سیکھ لیا جاتا ہے۔ ایک عام انسان کی روزمرہ زندگی میں یہ مہنگائی کیسے شامل ہو چکی ہے، اگر اس کا قریب سے جائزہ لیا جائے تو ایک مکمل کہانی سامنے آتی ہے حکمت، نظم و ضبط اور توازن کی کہانی ایک عام دن کی شروعات کینیڈا میں ایک عام آدمی کا دن اکثر صبح سویرے شروع ہوتا ہے۔ الارم بجتا ہے، باہر سردی اپنے عروج پر ہوتی ہے، اور انسان کو گرم بستر چھوڑ کر کام پر جانا ہوتا ہے۔ موسم چاہے منفی درجہ حرارت ہی کیوں نہ ہو، زندگی نہیں رکتی۔ گھر سے نکلنے سے پہلے ہیٹنگ کا نظام چیک کرنا، بچوں کو اسکول کے لیے تیار کرنا اور جلدی جلدی ناشتہ کرنا یہ سب ایک معمول کا حصہ ہے۔

کام اور ذمہ داریاں یہاں زیادہ تر لوگ ایک ہی آمدنی پر مکمل انحصار نہیں کرتے۔ کئی افراد اضافی شفٹ یا پارٹ ٹائم کام بھی کرتے ہیں تاکہ بڑھتے ہوئے اخراجات کو پورا کیا جا سکے دفاتر، دکانیں، فیکٹریاں ہر جگہ لوگ اپنی ذمہ داریوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ وقت کی پابندی یہاں صرف اصول نہیں بلکہ ضرورت ہے۔ مہنگائی کا براہ راست اثر گروسری اسٹور کا ایک چکر لگائیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ مہنگائی کیا ہوتی ہے۔ وہی اشیاء ‖ جو پہلے آسانی سے خرید لی جاتی تھیں، اب سوچ سمجھ کر خریدی جاتی ہیں۔ لوگ لسٹ بنا کر خریداری کرتے ہیں غیر ضروری اشیاء سے گریز کرتے ہیں سیلز اور ڈسکاؤنٹس کا انتظار کرتے ہیں یہ سب اس بات کا ثبوت ہے کہ مہنگائی نے عادات بدل دی ہیں پیٹرول کی قیمتوں میں اضافہ روزمرہ زندگی کو براہ راست متاثر کرتا ہے، کام پر جانا، بچوں کو اسکول چھوڑنا، روزمرہ خریداری سب کچھ مہنگا محسوس ہونے لگتا ہے۔ اسی لیے بہت سے لوگ اب پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کر رہے ہیں کارپولنگ کر رہے ہیں یا غیر ضروری سفر کم کر چکے ہیں گھر اور بلز کی حقیقت کینیڈا میں رہائش ایک بڑا خرچ ہے۔ کرایہ، بجلی، ہیٹنگ، انٹرنیٹ یہ سب مل کر بجٹ کا بڑا حصہ لے جاتے ہیں۔ خاص طور پر سردیوں میں ہیٹنگ کا خرچ بڑھ جاتا ہے، سہولت ساری موجود ہیں مگر اس کی قیمت ہے حکومتی ریلیف ایک سہارا یہاں ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ حکومت عوام کو مکمل طور پر تنہا نہیں چھوڑتی۔ مختلف پروگرامز کے ذریعے مالی مدد، ٹیکس ریلیف اور دیگر سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ یہ مدد مشکلات کو ختم تو نہیں کرتی، مگر انہیں قابلِ برداشت ضرور بنا دیتی ہے۔ سماجی رویہ اور توازن کینیڈا میں ایک بات نمایاں ہے لوگ اپنی زندگی کو توازن کے ساتھ جیتے ہیں۔ وہ شکایت کم اور حل زیادہ تلاش کرتے ہیں۔ خاندان کے ساتھ وقت گزارنا، ویک اینڈ پر سادگی سے لطف اندوز ہونا، اور ذہنی سکون کو اہمیت دینا یہ سب زندگی کا حصہ ہے مگر یہ بات بہت اہم ہے۔ جنگ کے اثرات پاکستان میں مہنگائی نے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے پاکستان کے لیے یہ صورتحال اس لیے زیادہ تشویشناک ہے کیونکہ ملک اپنی توانائی ضروریات کا بڑا حصہ درآمدات سے پورا کرتا ہے، اور ان درآمدات کا بڑا حصہ خلیجی ممالک سے آتا ہے۔ اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ اگر عالمی خام تیل کی قیمت میں 10 یا 15 فیصد اضافہ ہوتا ہے، تو اس کا اثر صرف پٹرول پمپ تک محدود نہیں رہتا ضرورت زندگی کی ہر چیز کو متاثر کرتا ہے عام لوگوں کی زندگی اس سے زیادہ متاثر ہوتی ہے اس خلیجی جنگ نے بہت سارے ممالک کو پریشان اور فکرمند کر دیا ہے کہ جلد ‖ سے جلد یہ جنگ کے بادل چھٹ جائیں اور دنیا پر امن ہو جائے۔

جنگ بندی، پاکستان کا بہترین کردار، بزنس کمیونٹی کا وزیراعظم اور فیلڈ مارشل کو امن کا نوبل انعام دینے کا مطالبہ

پاکستان کو بڑے معاشی فوائد حاصل ہوں گے، ثاقب فیاض مگوں، زبیر موتی والا، زبیر طفیل، ایس ایم تنویر، امان پراچہ، اکرام راجپوت

ملک میں سرمایہ کاری آئے گی، آصف سخی، زبیر چھایا، ثاقب گڈلک، قاسم شکارپوری، عبدالرحمان فدا

ایف پی سی سی آئی، یونائیٹڈ بزنس گروپ (یو بی جی) کے سی سی آئی، کاٹی، پاما، سائٹ ایسوسی ایشن، آل پاکستان صراف جیمز اینڈ جیولرز ایسوسی ایشن اور دیگر کاروباری برادری نے پاکستان کی جانب سے امریکا، ایران جنگ رکوانے کیلئے شاندار سفارتی حکمت عملی کو سراہتے ہوئے وزیراعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل عاصم منیر کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے جبکہ فیڈریشن آف پاکستان چیمبر آف کامرس اور کراچی چیمبر آف کامرس نے الگ الگ پریس کانفرنس میں وزیراعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کو امن کا نوبل انعام دینے کا مطالبہ کر دیا۔ ثاقب فیاض مگوں نے امریکا اور ایران کے درمیان جنگ بندی میں اہم کردار ادا کرنے پر وزیراعظم شہباز شریف، فیلڈ مارشل عاصم منیر اور نائب وزیراعظم اسحاق ڈار کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ پاکستان نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ سرمایہ کاری کے لئے محفوظ ترین جگہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشرق وسطیٰ جنگ کی طرف بڑھ رہی تھی لیکن وزیراعظم اور فیلڈ مارشل کی کوششوں میں جنگ بندی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ جنگ بندی کے نتیجے میں ایران پر عائد پابندیوں کے خاتمے کی صورت میں پاکستان کو بڑے معاشی فوائد حاصل ہوں گے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ ایران سے سستا صنعتی خام مال درآمد کرنے کا موقع ملے گا جس سے ملکی صنعت کو تقویت ملے گی۔ اسی طرح ایران سے گیس لائن کے ذریعے توانائی کی ضروریات پوری کی جا سکیں گی

کامیاب سفارتکاری خاص طور پر وزیراعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل عاصم منیر کی دن رات کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے اسے دنیا کے امن اور عالمی سطح پر

عاصم منیر کی موثر حکمت عملی نے عالمی سطح پر پاکستان

پاکستان نے خطے میں کشیدگی میں کمی اور امریکہ ایران جنگ بندی سے قبل ممکنہ جوہری جنگ کو بروقت روکنے کے نتیجے میں لاکھوں افراد کی زندگی محفوظ بنائی جس سے معیشت

مثبت اثرات اسٹاک مارکیٹ میں واضح نظر آ رہے ہیں۔ خطے میں کشیدگی میں کمی سے نہ صرف عالمی امن کو فروغ ملے گا بلکہ اس کے مثبت اثرات پاکستان سمیت دنیا بھر کی معیشت، تجارت اور صنعتی سرگرمیوں پر بھی مرتب ہوں گے۔ نائب صدر ایف پی سی سی آئی امان پراچہ نے کہا کہ اس جنگ بندی کے بعد پاکستان کے لئے بہت اچھے مواقع ہیں۔ حکومت بزنس کمیونٹی کو ساتھ لے کر چلے اور پاور ٹیرف اور ٹیکسز میں کمی کرے۔ نائب صدر ایف پی سی سی آئی آصف سخی نے کہا کہ حکومت پاک ایران گیس پائپ لائن کی تکمیل کے لئے اور امریکی ٹیرف میں کمی کے لئے امریکا سے بات کرے۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے فوری منصوبہ بندی کی جائے اور ایف پی سی سی آئی سمیت پوری بزنس کمیونٹی کو مشاورت میں شامل کیا جائے تاکہ معیشت کے حق میں بہتر فیصلے کیے جا سکیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر درست حکمتِ عملی اپنائی گئی تو پاکستان اقتصادی ترقی کی نئی راہوں پر گامزن ہو سکتا ہے۔ پاکستان یارن مرچنٹس ایسوسی ایشن) پاما (کے چیئرمین محمد ثاقب گڈلک نے پاکستان کی جانب سے امریکا، ایران جنگ رکوانے کے لیے شاندار سفارتی حکمت عملی کو سراہتے ہوئے وزیراعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل عاصم منیر کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے اور لاکھوں قیمتی انسانی جانوں کو بچانے کے لیے پاکستان کے کردار کو

جبکہ کم قیمت پر پیٹرول کی دستیابی سے عوام اور کاروباری طبقے کو ریلیف ملے گا۔ یو بی جی کے صدر زبیر طفیل نے کہا کہ امریکا، ایران جنگ رکوانے اور امن کے قیام کیلئے بہترین کردار ادا کرنے پر وزیراعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل عاصم منیر کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ بزنس کمیونٹی کا کہنا تھا کہ وزیراعظم اور فیلڈ مارشل کی کوششوں سے مشرق وسطیٰ میں سیز فائر ہوا ہے۔ پوری دنیا کا اعتماد پاکستان پر بحال ہوا ہے اور اب پاکستان سرمایہ کاری کے لئے محفوظ اور بہترین ملک ہے۔ کراچی چیمبر آف کامرس کے سابق صدر زبیر موتی والا نے کہا کہ وزیراعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی کوششوں سے سیز فائر ہوا ہے۔ زبیر موتی والا نے کہا کہ دبئی سمیت مشرق وسطیٰ میں جو بھی سرمایہ کاری گئی ہے وہ اسٹیٹ بینک کی ذریعے گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں سرمایہ کاری واپس آنی چاہیے۔ کورنگی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری (کاٹی) کے پیٹرن ان چیف ایس ایم تنویر، صدر محمد اکرام راجپوت، ڈپٹی پیٹرن ان چیف زبیر چھایا، سمیت ایگزیکٹو کمیٹی نے اپنے مشترکہ بیان میں امریکہ ایران جنگ کے باعث خطے میں پیدا ہونے والی کشیدگی کے خاتمے جنگ بندی میں پاکستان کی

پاکستان کی بین الاقوامی سیاست اور ڈپلومیسی میں مرکزی کردار نبھانا قابل ستائش قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان بلخصوص وزیراعظم شہباز شریف کی دانشمندانہ قیادت اور فیلڈ مارشل سید

کے مثبت کردار کو اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے ہمیشہ امن، استحکام اور مذاکرات کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کیا ہے اور حالیہ سفارتی پیش رفت اس کی عکاسی کرتی ہے۔ انہوں کہا کہ

میں بہتری آئی، پاکستان اسٹاک ایکسچینج میں غیر معمولی تیزی اور انرجی کی قیمتوں میں فوری کمی کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ مثبت پیش رفت ملکی معیشت کے لیے نیک شگون ہے، جس کے

تاریخی قرار دیا ہے جو رہتی دنیا تک پاکستان کے لیے ایک بڑا اعزاز رہے گا۔ صدر آل پاکستان صراف جیمز اینڈ جیولرز ایسوسی ایشن قاسم شکارپوری نے پاک افواج کو ملک کے دفاع، سلامتی اور خطے میں امن کے قیام کے لیے ان کی پیشہ ورانہ خدمات پر زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ پاک افواج نے ہمیشہ ملک کی خودمختاری کے تحفظ اور امن واستحکام کے لیے کلیدی کردار ادا کیا ہے، جس پر پوری قوم کو فخر ہے۔ سائٹ ایسوسی ایشن آف انڈسٹری کراچی کے صدر عبدالرحمان فدا نے امریکا اور ایران کے درمیان جنگ بندی کرانے میں پاکستان کی شاندار سفارتی کارکردگی کو سراہتے ہوئے وزیراعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل عاصم منیر کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی قیادت نے ایک نہایت نازک اور حساس عالمی صورتحال میں جس دانشمندی، تدبر اور سفارتی مہارت کا مظاہرہ کیا وہ قابل فخر اور لائق ستائش ہے۔ اس تاریخی کامیابی کے نتیجے میں لاکھوں قیمتی انسانی جانیں تباہی سے محفوظ ہوئیں اور خطے میں امن کی راہیں ہموار ہوئیں، اس کامیابی سے عالمی برادری میں پاکستان کا وقار اور اعتبار دونوں بلند ہوئے ہیں، جس پر پوری قوم کو ناز ہے۔

گورنر سندھ سے چیئرمین تابانی گروپ کی ملاقات، سرمایہ کاری اور صنعتی ترقی پر تبادلہ خیال

گورنر سندھ سید محمد نہال ہاشمی سے چیئرمین تابانی گروپ حمزہ تابانی نے گورنر ہاؤس میں ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران باہمی دلچسپی کے امور، سرمایہ کاری کے فروغ، کاروباری مواقع اور صنعتی ترقی سے متعلق مختلف پہلوؤں پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس موقع پر حمزہ تابانی نے سید محمد نہال ہاشمی کو گورنر سندھ کا منصب سنبھالنے پر مبارکباد پیش کی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ ملاقات میں صوبے میں صنعتی سرگرمیوں کے فروغ، روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے اور کاروباری ماحول کو مزید بہتر بنانے سے متعلق امور بھی زیر غور آئے۔ گورنر سندھ نے معیشت کی مضبوطی میں نجی شعبے کے کلیدی کردار کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ پائیدار ترقی کے لیے سرکاری و نجی شعبوں کے درمیان موثر تعاون ناگزیر ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ سرمایہ کاری کے فروغ اور صنعتی شعبے کی بحالی سے نہ صرف معیشت مستحکم ہوگی بلکہ روزگار کے وسیع مواقع بھی پیدا ہوں گے۔ ملاقات میں پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے فروغ، سرمایہ کاروں کو سہولیات کی فراہمی اور کاروباری برادری کو درپیش مسائل کے حل کے لیے مشترکہ اقدامات پر بھی اتفاق کیا گیا۔

پی ایچ اے نے لاہور کینال کو ثقافتی رنگوں سے سجادیا

وزیر اعلیٰ پنجاب مریم نواز کے وژن کے تحت پی ایچ اے نے شہر لاہور کی خوبصورتی کے مرکز لاہور" کینال"(نہر) پر ثقافت کو اجاگر کرنے والے مختلف ثقافتی مونومنٹس نصب کر دیے گئے ہیں۔ ایم ڈی راجہ منصور احمد کے مطابق کینال کی تزئین و آرائش کے دوران پنجاب کے دیہی اور روایتی حسن کو خاص طور پر مدنظر رکھا گیا ہے۔ نہر کے اندر مختلف مقامات پر نصب کیے گئے فن پاروں میں بیل گاڑیاں، لہروں پر تیرتی کشتیاں، اور پنجاب کی روایتی پہچان کِکلی کھیلتی گڈیاں شامل ہیں، جو نہ صرف شہر کے حسن میں اضافہ کر رہی ہیں بلکہ نئی نسل کو اپنی ثقافت سے بھی روشناس کروا رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کینال میں ڈولفن مچھلیوں کے ماڈلز بھی نصب کیے گئے ہیں جو رات کے وقت برقی قمقموں کی روشنی میں انتہائی دلکش منظر پیش کرتے ہیں۔ ایم ڈی پی ایچ اے لاہور راجہ منصور احمد کا کہنا ہے کہ یہ تمام اقدامات وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن کے عین مطابق کیے جا رہے ہیں، جس کا مقصد لاہور کو ایک سرسبز، شاداب اور ثقافتی طور پر زندہ شہر کے طور پر دنیا بھر میں متعارف کروانا ہے۔ پی ایچ اے کی ٹیمیں شہر کے چوکوں، چوراہوں اور شاہراہوں کو دیدہ زیب بنانے کے لیے دن رات متحرک ہیں تاکہ شہریوں کو ایک بہترین ماحول فراہم کیا جا سکے۔ شہریوں اور سیاحوں کی بڑی تعداد ان نئے مونومنٹس کو دیکھنے کے لیے کینال روڈ کا رخ کر رہی ہے

وزیر اعظم اور فیلڈ مارشل کی قیادت قابلِ ستائش، امن کیلئے پاکستان کا کردار عالمی سطح پر تسلیم کیا جارہا ہے‘ لاہور چیمبر

صدر لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری فہیم الرحمٰن سہگل نے وزیر اعظم پاکستان شہباز شریف اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی دانشمندانہ قیادت، مؤثر سفارتکاری اور متوازن خارجہ پالیسی کو سراہتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کی فعال سفارتی کوششوں نے ایران اور امریکہ کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی کو کم کرنے اور ممکنہ جنگ کو روکنے میں اہم کردار ادا کیا، جس کے نتیجے میں خطے میں امن و استحکام کی فضاء بحال ہوئی ہے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ ایران اور امریکہ کے درمیان تنازع ایک بڑے علاقائی بحران کی صورت اختیار کر سکتا تھا جس سے عالمی معیشت، توانائی کی ترسیل اور بین الاقوامی تجارت شدید متاثر ہونے کا خدشہ تھا، تاہم پاکستان کی بروقت سفارتی کوششوں نے مذاکرات کی راہ ہموار کر کے کشیدگی کم کرنے میں مثبت کردار ادا کیا۔ صدر لاہور چیمبر نے کہا کہ پاکستان کی امن پر مبنی خارجہ پالیسی نے ملک کو ایک ذمہ دار عالمی کردار کے طور پر اجاگر کیا ہے اور یہ پیش رفت اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان خطے میں استحکام اور امن کے فروغ کیلئے تعمیری کردار ادا کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ کے خطرات کم ہونے سے عالمی منڈیوں میں اعتماد بحال ہوگا، تیل کی قیمتوں میں استحکام آئے گا اور تجارتی سرگرمیوں کو فروغ ملے گا جس کے مثبت اثرات پاکستان سمیت ترقی پذیر معیشتوں پر مرتب ہوں گے۔ فہیم الرحمٰن سہگل نے اس موقع پر حکومت کی معاشی پالیسیوں پر بھی توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ موجودہ معاشی حالات میں کاروباری سرگرمیوں کو محدود کرنے کے بجائے انہیں فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مارکیٹوں کو رات 8 بجے بند کرنے کے فیصلے پر فوری نظرثانی کی جائے کیونکہ کاروباری اوقات کار کم ہونے سے تجارت متاثر ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ توانائی کے تحفظ کی پالیسی اہم ہے مگر اس کے نفاذ میں کاروباری حقائق کو نظرانداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ توانائی بچت اور معاشی سرگرمیوں کے درمیان متوازن حکمتِ عملی اختیار کرنا ناگزیر ہے تاکہ معیشت کا پہیہ رواں دواں رہ سکے۔ صدر لاہور چیمبر نے خبردار کیا کہ آئندہ وفاقی بجٹ قریب ہے اور اگر کاروباری سرگرمیاں محدود رہیں تو ٹیکس وصولیوں پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کاروبار سست ہونے کی صورت میں حکومتی ریونیو اہداف حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا، اس لیے حکومت فوری طور پر اپنی کنزرویشن پالیسی پر نظرثانی کرے اور کاروباری سرگرمیوں کو جاری رکھنے کیلئے سہولت فراہم کرے۔ انہوں نے زور دیا کہ حکومت بزنس کمیونٹی سے مشاورت کے ذریعے ایسی پالیسیاں تشکیل دے جو توانائی بچت کے اہداف بھی حاصل کریں اور معاشی ترقی کو بھی متاثر نہ کریں۔ صدر لاہور چیمبر نے وزیر اعظم اور مسلح افواج کی قیادت کو علاقائی امن، قومی مفادات کے تحفظ اور پاکستان کے مثبت عالمی تشخص کو فروغ دینے پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ کاروباری برادری ملک کے معاشی استحکام اور ترقی کیلئے حکومت کے ساتھ مکمل تعاون جاری رکھے گی۔

سیکرٹری داخلہ پنجاب کی سول سوسائٹی ممبران سے محکمہ داخلہ میں ملاقات

پُرامن اور ہم آہنگ معاشرے کا قیام حکومتِ پنجاب کی اولین ترجیح ہے‘ ڈاکٹر احمد جاوید قاضی

ملاقات میں سول سوسائٹی اور حکومت کے درمیان شراکت داری کے فروغ، عوامی فلاح، نوجوانوں کی ترقی اور آگاہی پروگرامز بارے تبادلہ خیال

سیکرٹری داخلہ ڈاکٹر احمد جاوید قاضی سے محکمہ داخلہ پنجاب میں سول سوسائٹی ممبران کے وفد نے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران انتہا پسندی کے خلاف مشترکہ قومی عزم، سماجی یکجہتی اور ہم آہنگی

کے فروغ پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس دوران سول سوسائٹی اور حکومت کے درمیان شراکت داری کے فروغ، عوامی فلاح، نوجوانوں کی ترقی اور آگاہی پروگرامز پر زور دیا گیا۔ خصوصی ملاقات کا اہتمام پنجاب چیریٹیز کمیشن اور پنجاب سنٹر آف ایکسیلینس آن کاؤنٹرنگ وائلنٹ ایکسٹریمزم کے اشتراک سے کیا گیا تھا۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے سیکرٹری داخلہ پنجاب ڈاکٹر احمد جاوید قاضی نے کہا کہ پُرامن اور ہم آہنگ معاشرے کا قیام حکومت پنجاب کی اولین ترجیح ہے۔ شدت پسندی کے خاتمے اور رواداری کے فروغ کا پیغام عام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ معصوم بچوں کے تحفظ اور جنسی استحصال کے خاتمے کیلئے چائلڈ پروٹیکشن کی بھرپور آگاہی مہم جاری ہے۔ اسی طرح منظم اور پیشہ ور بھکاری مافیا کو قانون کے دائرے میں لا کر سخت سزائیں دی جا رہی ہیں۔ پنجاب پروبیشن اینڈ پیرول سروس کو اپگریڈ کر کے حادثاتی مجرمان کیلئے کمیونٹی سروس ماڈل متعارف کروایا۔ انہوں نے بتایا کہ پنجاب سول ڈیفنس ریزیلینس کور کے تحت ہزاروں نوجوان رضا کاروں کو تربیت دی جا چکی ہے۔ ڈاکٹر احمد جاوید قاضی نے کہا کہ سیف سٹی انفراسٹرکچر پنجاب بھر تک پھیلایا جا رہا ہے اور پبلک سیفٹی ایپ سے فوری رسپانس میکنزم تیار کیا ہے۔ اب تک پنجاب میں 2 لاکھ سے زائد طلبہ بھی ایپلیکیشن ڈاؤنلوڈ کر چکے ہیں۔ سیکرٹری داخلہ نے بتایا کہ حکومت پنجاب نظرثانی شدہ نیشنل ایکشن پلان پر موثر عملدرآمد جاری رکھے ہوئے ہے۔ پنجاب میں منشیات کے خلاف سخت قوانین نافذ ہیں جن کے تحت 25 سال تک قید اور بھاری جرمانے ہو رہے ہیں۔ خاص طور پر تعلیمی اداروں کے گردونواح میں منشیات کے استعمال یا فروخت پر سخت ترین سزائیں دی جا رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ معاشرے کو منشیات سے پاک کرنے کیلئے ہم سب کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ سیکرٹری داخلہ نے بتایا کہ حکومتِ پنجاب نے معاشرے کے معزز ارکان علماء کرام اور امام مسجد صاحبان کو آن بورڈ لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امن، رواداری کے فروغ اور انتہا پسندی کے خاتمے کیلئے قوانین کی پاسداری لازم ہے۔ ملاقات میں چیف کوارڈینیشن آفیسر CVE-CoE غلام صغیر شاہد، سی ای او پنجاب چیریٹی کمیشن کرنل شہزاد عامر، ڈی سی او ڈاکٹر احمد خاور شہزاد، ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، ڈائریکٹر سول ڈیفنس تسنیم علی خان و دیگر نے شرکت کی۔ سول سوسائٹی ممبران میں سلمان عابد، ڈاکٹر اظہار ہاشمی، ڈاکٹر فرحان، سید کوثر عباس، شہباز برگد، شیزہ قریشی، سجاول وسیم، اظہر شجاعت، نوشین خالد، بشریٰ، ام لیلیٰ اظہر، قاسم ممتاز، بیلا رضا، عبید علی و دیگر شامل تھے۔

ملک کے دفاعی نظام میں 1 ہزار کلومیٹر تک مار کرنیوالے ''فتح 5'' گائیڈڈ راکٹ کی شمولیت قوم کیلئے انتہائی اطمینان بخش ہے، سینیٹر محمد عبدالقادر

چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے دفاعی پیداوار سینیٹر محمد عبدالقادر نے کہا ہے کہ پاکستان کے دفاعی نظام میں جدید تقاضوں کے مطابق مسلسل پیش رفت جاری ہے، اور اسی سلسلے میں ایک اہم پیش رفت ''فتح 5'' گائیڈڈ راکٹ کی متوقع شمولیت ہے، جس کی مار ایک ہزار کلومیٹر تک ہے یہ نظام پاکستان کی روایتی جنگی صلاحیت میں نمایاں اضافہ کرے گا اور دشمن کے حساس اہداف کو دور سے نشانہ بنانے کی صلاحیت فراہم کرے گا، ''فتح'' سیریز کے راکٹس پہلے ہی اپنی درستگی (precision) اور تیزی کے باعث خطے میں توجہ کا مرکز بن چکے ہیں، تاہم فتح 5 کی طویل رینج اسے ایک اسٹریٹجک ہتھیار کے طور پر مزید اہم بناتی ہے۔ حکومت پاک سرزمین کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے کے لیے تمام ضروری اقدامات اٹھا رہی ہے ہماری بہادر اور چوکس مسلح افواج ملک کے دفاع کیلئے ہر دم تیار ہیں۔ یہاں جاری ہونے والے ایک بیان میں چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے دفاعی پیداوار سینیٹر محمد عبدالقادر نے مزید کہا ہے کہ اس کی شمولیت سے پاکستان نہ صرف اپنی دفاعی گہرائی کو بڑھا سکے گا بلکہ ممکنہ جارحیت کے خلاف مؤثر ڈیٹرنس بھی قائم کرے گا جدید گائیڈنس سسٹم کے باعث یہ راکٹ اہداف کو انتہائی درستگی سے نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے، جو روایتی جنگ میں فیصلہ کن کردار ادا کر سکتا ہے علاقائی تناظر میں دیکھا جائے تو اس پیش رفت سے طاقت کا توازن پاکستان کے حق میں ہوگا پاکستانی تمام اقدامات دفاعی نوعیت کے ہیں اور ان کا مقصد صرف ملکی خودمختاری کا تحفظ ہے فتح 5 کی شمولیت پاکستان کے دفاع کو مضبوط بنانے کی جانب ایک اہم قدم ہے فتح 5 انتہائی ہلاکت خیز ہتھیار ہے جسکا نام ہی دشمن کے حوصلے پست کرنے کے لیے کافی ہے۔

بلوچستان ہائیکورٹ نے بادینی بارڈر ٹرمینل اور سڑک منصوبے کیلئے پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تقرری کا اشتہار غیر قانونی قرار دے کر کالعدم کر دیا

چیف جسٹس عدالت عالیہ بلوچستان جسٹس محمد کامران خان ملاخیل نے ایک آئینی درخواست کی سماعت کے بعد اہم فیصلہ سناتے ہوئے پاکستان-افغانستان سرحد پر بادینی بارڈر ٹرمینل اور اوشتائی تا خان ڈگر مین بادینی بلیک ٹاپ روڈ منصوبے کے لیے پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تقرری سے متعلق جاری کردہ اشتہار اور اس کی تصحیح کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا۔ فیصلے میں عدالت نے قرار دیا کہ 12 مئی 2025 کو جاری کیا گیا اشتہار اور 18 اکتوبر 2025 کا کوریجنڈم قانونی تقاضوں اور متعلقہ پالیسی کے مطابق نہیں تھے، اس لیے ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ عدالت نے ہدایت کی کہ منصوبے کے لیے پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تقرری مینوئل فار ڈویلپمنٹ پراجیکٹس 2024 اور متعلقہ وفاقی و صوبائی پالیسی کے مطابق باقاعدہ سلیکشن و اپائنٹمنٹ کمیٹی کے ذریعے کی جائے۔ درخواست گزار نے موقف اختیار کیا تھا کہ منصوبہ جس کی منظوری ایکنک (ECNEC) سے ہو چکی ہے اور جس کی لاگت کا 75 فیصد وفاقی حکومت جبکہ 25 فیصد صوبائی حکومت برداشت کرے گی، اس میں پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تقرری کے لیے پلاننگ کمیشن کے قواعد کی پابندی لازمی ہے۔ تاہم متعلقہ حکام نے تقرری کے لیے ایسا اشتہار جاری کیا جو مذکورہ قواعد کے برعکس تھا۔ درخواست گزار کے وکیل نے عدالت کو بتایا کہ منصوبے کے لیے پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تقرری صرف ایسی کمیٹی کے ذریعے ہو سکتی ہے جس میں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، فنانس ڈویژن اور اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے نمائندے شامل ہوں۔ اس کے برعکس جاری کیے گئے اشتہار میں تقرری کا اختیار صرف صوبائی حکومت کو دیا گیا جو قواعد کی خلاف ورزی ہے۔ دوسری جانب ایڈووکیٹ جنرل بلوچستان نے درخواست کے قابل سماعت ہونے پر اعتراض اٹھاتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ درخواست گزار کو اس معاملے میں قانونی حق حاصل نہیں اور اس نے پہلے بھی اسی نوعیت کی درخواست دائر کی تھی جسے عدالت نمٹا چکی ہے۔ مزید کہا گیا کہ ترقیاتی منصوبوں میں تقرریاں انتظامی معاملات ہیں جن میں عدالتی مداخلت مناسب نہیں۔ عدالت نے فریقین کے دلائل سننے اور ریکارڈ کا جائزہ لینے کے بعد قرار دیا کہ مینوئل فار ڈویلپمنٹ پراجیکٹس 2024 کے تحت پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تقرری کا واضح طریقہ کار موجود ہے اور اس سے ہٹ کر کوئی اقدام قانونی طور پر برقرار نہیں رہ سکتا۔ عدالت نے اس اصول کو بھی دہرایا کہ جب قانون کسی کام کا مخصوص طریقہ مقرر کرے تو وہی طریقہ اختیار کرنا لازم ہوتا ہے، بصورت دیگر کارروائی کالعدم تصور ہوگی۔ عدالت نے مزید قرار دیا کہ منصوبے کے لیے جاری کیا گیا اشتہار مقررہ طریقہ کار سے انحراف کرتے ہوئے جاری کیا گیا، اس لیے اسے برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ چنانچہ عدالت نے 12 مئی 2025 کا اشتہار اور 18 اکتوبر 2025 کا کوریجنڈم کالعدم قرار دے کر منسوخ کر دیا۔ عدالت نے یہ بھی ہدایت دی کہ منصوبے کے لیے پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تقرری نئے سرے سے شفاف اور قانونی طریقہ کار کے مطابق کی جائے اور اس مقصد کے لیے باضابطہ سلیکشن کمیٹی تشکیل دی جائے۔ سماعت کے دوران عدالت کے سامنے توہین عدالت کی درخواست بھی دائر کی گئی تھی جس میں موقف اختیار کیا گیا کہ عدالت کے عبوری حکم کے باوجود ٹینڈر کے عمل میں پیش رفت کی گئی۔ عدالت نے ریکارڈ کا جائزہ لینے کے بعد ٹینڈر کے عمل کو بھی ایک طرف رکھتے ہوئے قرار دیا کہ پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تقرری مکمل ہونے تک منصوبے سے متعلق مزید کارروائی نہ کی جائے۔ عدالت نے آئینی درخواست کو منظور کرتے ہوئے اپنے فیصلے کی نقل ایڈووکیٹ جنرل بلوچستان اور ایڈیشنل اٹارنی جنرل کے ذریعے متعلقہ حکام کو ارسال کرنے کی ہدایت جاری کی، تاہم اس کیس میں اخراجات سے متعلق کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔

وزیر اعلیٰ کا امریکہ ایران کے مابین سیز فائر کے قیام پر وزیر اعظم اور فیلڈ مارشل کو خراج تحسین

وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے امریکہ اور ایران کے مابین سیز فائر کے قیام پر قومی قیادت، وزیر اعظم پاکستان محمد شہباز شریف اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان نے ایک ذمہ دار ریاست کے طور پر خطے میں کشیدگی کے خاتمے اور جنگ بندی کے قیام میں مؤثر اور فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے سماجی رابطے کی سائٹ ایکس پر اپنے ایک پیغام میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کی مدبرانہ قومی قیادت نے نہ صرف بروقت اور دانشمندانہ فیصلے کیے بلکہ ملک کی سفارتی ساکھ کو بھی عالمی سطح پر مزید مستحکم کیا۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی پیشہ ورانہ حکمت عملی اور بروقت اقدامات نے پورے خطے کو ایک ممکنہ بڑی تباہی سے محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ پاکستان کی متوازن اور فعال سفارت کاری نے عالمی برادری کو یہ واضح پیغام دیا ہے کہ امن، استحکام اور مکالمہ ہی ہماری اولین ترجیح ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس متوازن سفارتی حکمت عملی کے نتیجے میں حاصل ہونے والی یہ کامیابی خطے میں مستقل قیام امن کی جانب ایک اہم سنگ میل ہے انہوں نے امید ظاہر کی کہ ان کوششوں کے نتیجے میں نہ صرف مکمل جنگ بندی ممکن ہوگی بلکہ پائیدار امن کے قیام کی راہ بھی ہموار ہوگی۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ یہ کامیابی پاکستان کے مؤثر بیانیے، دانشمندانہ فیصلوں اور عالمی اعتماد کا مظہر ہے، جسے تاریخ میں ایک نمایاں مقام حاصل رہے گا انہوں نے کہا کہ خطے میں امن و استحکام کے فروغ کے لیے پاکستان کی مسلسل کوششیں ایک قابل تقلید مثال بن چکی ہیں اور ملک نے عالمی سطح پر قیام امن کے لیے ایک ذمہ دار اور فعال کردار ادا کرتے ہوئے دنیا کو ایک بڑے تصادم سے بچانے میں اپنا حصہ ڈالا ہے وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے اس عزم کا اظہار کیا کہ پاکستان کی قیادت میں جاری سفارتی کاوشیں مستقبل میں بھی تنازعات کے پرامن حل کی راہ ہموار کرتی رہیں گی اور خطے میں دیرپا امن کے قیام میں معاون ثابت ہوں گی۔

وزیراعلیٰ خیبرپختونخوا کی زیر صدارت محکمہ پلاننگ و ڈویلپمنٹ کا اہم اجلاس

صوبے کی مجموعی ترقی، عوامی فلاح و بہبود، بنیادی سہولیات کی بہتری کیلئے سالانہ ترقیاتی پروگرام 2026-27 کے مختلف نئے منصوبوں پر تفصیلی غور

صوبے کے مختلف سکولوں میں 20 ہزار اضافی کلاس رومز کی تعمیر کو بھی آئندہ اے ڈی پی میں شامل کرنے کی ہدایت

صحت کے شعبے میں طبی سہولیات کی بہتری اور افرادی قوت کی استعداد بڑھانے کے لیے اگلے ترقیاتی پروگرام میں ٹرائبل میڈیکل کالج اور نرسنگ کالج کے قیام کے ساتھ مختلف پرائمری و سیکنڈری اسپتالوں کی اپ گریڈیشن کی تجویز

وزیراعلیٰ خیبرپختونخوا محمد سہیل آفریدی کی زیر صدارت محکمہ پلاننگ و ڈویلپمنٹ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں صوبے کی مجموعی ترقی، عوامی فلاح و بہبود اور بنیادی سہولیات کی بہتری کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام 2026-27 کے مختلف نئے منصوبوں پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اجلاس میں بورڈ آف ریونیو، اوقاف، صحت اور تعلیم کے شعبوں سے متعلق نئے منصوبوں کا جائزہ لیا گیا۔

صحت کے شعبے میں طبی سہولیات کی بہتری اور افرادی قوت کی استعداد بڑھانے کے لیے اگلے ترقیاتی پروگرام میں ٹرائبل میڈیکل کالج اور نرسنگ کالج کے قیام کے ساتھ مختلف پرائمری و سیکنڈری اسپتالوں کی اپ گریڈیشن کی تجویز پیش کی گئی، تاکہ دور دراز علاقوں میں بھی معیاری علاج کی سہولیات کی فراہمی یقینی بنائی جا سکے۔ مزید برآں ہیلتھ سٹی کا قیام، ایم ٹی آئی اسپتالوں میں نئے بلاکس کی تعمیر، ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں بریسٹ کینسر اسکریننگ سینٹرز کا قیام، میڈیکل کمپلیکسز اور پشاور میں 1000 بیڈز پر مشتمل جنرل اسپتال کے قیام کی تجاویز بھی زیر غور آئیں۔

اجلاس میں صوبے میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز کے قیام پر بھی اتفاق کیا گیا تاکہ ادویات کے معیار کو یقینی بنایا جا سکے اور جعلی یا غیر معیاری ادویات کی روک تھام ممکن ہو۔ تعلیم کے شعبے میں سکولوں میں ناپید سہولیات کی فراہمی، نئے سکولوں کا قیام اور موجودہ سکولوں کی اپ گریڈیشن، ضم اضلاع میں طلبہ کے لیے سکالرشپس اور اساتذہ کے لیے ہاسٹلز کی تعمیر جیسے اقدامات زیر غور آئے، جن کا مقصد تعلیمی معیار کو بلند کرنا اور طلبہ و اساتذہ کو بہتر ماحول فراہم کرنا ہے۔ اسی طرح سرکاری سکولوں میں غیر فعال آئی ٹی لیبز کی بحالی، جدید سائنس لیبز کا قیام اور کمپیوٹر سائنس میں اے آئی نصاب کی شمولیت کی تجاویز بھی پیش کی گئیں، تاکہ طلبہ کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ تعلیم دی جا سکے اور انہیں مستقبل کے چیلنجز کے لیے تیار کیا جا سکے۔ اجلاس میں لینڈ ریکارڈ کو محفوظ بنانے کے لیے خستہ حال محافظ خانوں کی بحالی کی تجویز بھی زیر غور آئی جس کا مقصد زمینوں کے ریکارڈ کو محفوظ، شفاف اور قابل رسائی بنانا ہے۔ ضم اضلاع میں اقلیتی برادری کو مالی طور پر خودمختار بنانے کے لیے خصوصی اسکیم تجویز کی گئی تاکہ معاشی مواقع فراہم کر کے سماجی و اقتصادی ترقی ممکن ہو۔ وزیراعلیٰ نے صوبے کے مختلف سکولوں میں 20 ہزار اضافی کلاس رومز کی تعمیر کو بھی آئندہ اے ڈی پی میں شامل کرنے کی ہدایت کی تاکہ بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کیا جا سکے اور طلبہ کو بہتر تعلیمی ماحول میسر آئے۔ مزید برآں مدارس کے طلبہ کے لیے مفت کتابوں کی فراہمی، ای اسلامک اکیڈمی کے قیام اور علما کی مشاورت سے جدید سائنسز کو متعارف کرانے پر بھی غور کیا گیا جس کا مقصد دینی و عصری تعلیم کے امتزاج کو فروغ دینا ہے۔ اجلاس میں عیدگاہوں اور جنازگاہوں کی تعمیر اور ضم اضلاع میں مساجد و مدارس کی انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ پر بھی غور کیا گیا، تاکہ عوام کو بنیادی مذہبی سہولیات کی بہتر فراہمی یقینی بنائی جا سکے۔ اس موقع پر وزیراعلیٰ خیبرپختونخوا محمد سہیل آفریدی نے کہا کہ صحت اور تعلیم صوبائی حکومت کے ترجیحی شعبے ہیں اور ان میں خطیر سرمایہ کاری کی جا رہی ہے۔ انہوں نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ صوبے کے عوام کو دہلیز پر سہولیات کی فراہمی حکومت کا مشن ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔

نوجوانوں کو فیصلہ سازی کا حصہ بنانا ہوگا، فیصل کریم کنڈی

جب نوجوانوں کو اپنی آواز سنے جانے کا یقین ہوگا تو وہ شدت پسندی سے دور رہ کر مثبت کردار ادا کریں گے

نوجوانوں اور خواتین کو قومی ترقی کے عمل میں مرکزی حیثیت دینا ہوگی، گورنر خیبرپختونخوا فیصل کریم کنڈی کی کانفرنس سے خطاب

گورنر خیبرپختونخوا فیصل کریم کنڈی نے نوجوانوں کو ملک کا سب سے بڑا اثاثہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ نوجوانوں کو فیصلہ سازی کا حصہ بنانا ہوگا، جب نوجوانوں کو اپنی آواز سنے جانے کا یقین ہوگا تو وہ شدت پسندی سے دور رہ کر مثبت کردار ادا کریں گے، نوجوانوں اور خواتین کو قومی ترقی کے عمل میں مرکزی حیثیت دینا ہوگی۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے منگل کو گورنر ہاؤس پشاور میں IRCRA اور PPAF کے زیر اہتمام ریجنل ڈائیلاگ کانفرنس سے بحیثیت مہمان خصوصی خطاب کرتے ہوئے کیا۔ کانفرنس کا موضوع "ریاست، معاشرہ، امن اور خیبرپختونخوا میں سماجی ہم آہنگی" تھا۔ کانفرنس میں میجر جنرل (ر) انعام الحق، بیرسٹر ڈاکٹر محمد علی سیف، آئی آر سی آر اے کے صدر محمد اسرار مدنی، مولانا یوسف شاہ، چیف پروگرام پی پی اے ایف ارشاد راشد، خیبرپختونخوا اسمبلی میں پی پی پی کے پارلیمانی لیڈر احمد کریم کنڈی، ڈاکٹر عامر رضا، سابق رکن صوبائی اسمبلی شگفتہ ملک، اراکین صوبائی اسمبلی سمیت مختلف طبقہ فکر کے شخصیات، ضم اضلاع سمیت صوبہ بھر کے نوجوانوں، سول سوسائٹی کے نمائندگان اور خواتین نے شرکت کی۔ کانفرنس سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے امن، رواداری اور سماجی ہم آہنگی کے فروغ کیلئے مشترکہ کوششوں پر زور دیا، کانفرنس کے شرکاء نے ریاست اور عوام کے درمیان خلیج کو کم کرنے پر اتفاق کیا اور اپنی تجاویز اور آراء پیش کیں۔ گورنر نے کہا کہ خیبرپختونخوا نے دہشت گردی اور بدامنی کے مشکل ادوار دیکھے ہیں، تاہم یہاں کے عوام نے بے مثال قربانیوں کے ذریعے امن کی بحالی میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امن صرف بندوق کی خاموشی کا نام نہیں بلکہ یہ ایک جامع تصور ہے جو انصاف اور برابری سے جڑا ہوا ہے۔

گورنر نے کہا کہ خواتین اور نوجوان کسی بھی معاشرے کی اصل طاقت ہوتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ انہیں تعلیم، روزگار اور قیادت کے مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ وہ ملکی ترقی میں بھرپور حصہ ڈال سکیں۔ نوجوان نسل کو درست سمت دینا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، کیونکہ یہی مستقبل کے معمار ہیں۔ یہ ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ انہیں مثبت سوچ، شعور اور درست رہنمائی فراہم کریں۔ گورنر نے کہا کہ پائیدار امن کے قیام کیلئے ریاست اور معاشرے کے درمیان مضبوط تعلق اور مسلسل مکالمہ ناگزیر ہے۔ آج کی دنیا میں ریاست کی مضبوطی کا دارومدار عوام کے اعتماد، شفاف طرز حکمرانی اور مسلسل مکالمے پر ہے۔ انہوں نے اختلاف رائے کو جمہوریت کا حسن قرار دیتے ہوئے کہا کہ باہمی احترام اور برداشت کے ذریعے ہی ایک مضبوط اور متحد قوم تشکیل دی جا سکتی ہے۔ گورنر نے کہا کہ جب تک ہم سچ کا سامنا نہیں کریں گے اور اپنی غلطیوں کو تسلیم نہیں کریں گے، ہم ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتے۔ اپنے اہداف کے حصول کے لیے ہمیں مکالمے، برداشت اور باہمی گفتگو کو فروغ دینا ہوگا، کیونکہ پائیدار ترقی اور مضبوط معاشرہ اسی راستے سے ممکن ہے۔ گورنر نے کانفرنس کے منتظمین کی کاوشوں کو سراہا اور اسے ایک اہم و بامقصد اقدام قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کانفرنس نہ صرف خیبرپختونخوا بلکہ پورے پاکستان کے استحکام اور مستقبل کے لیے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ کانفرنس میں ہونے والی گفتگو اور سفارشات ملک میں امن، استحکام اور سماجی ہم آہنگی کے فروغ میں اہم کردار ادا کرے گی۔ آخر میں شرکاء میں شیلڈز بھی تقسیم کیے گئے۔

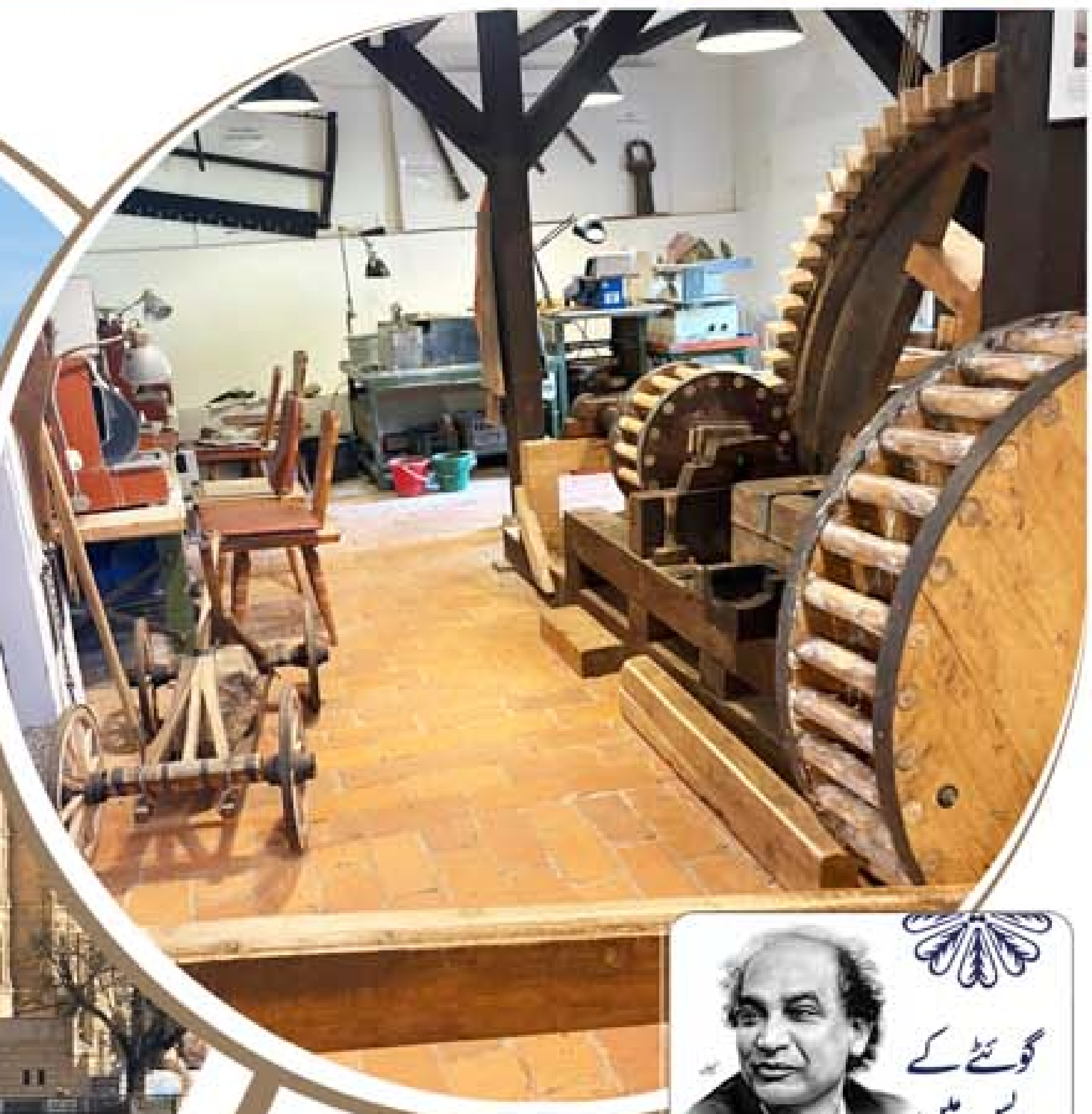

گوئٹے کے دیس میں

سرور غزالی، جرمنی

جرمنی میں میکلن بورگ کا محل اور آرائشی پتھروں کی پن چکی

پانی سے بجلی بنانا تو انسان نے بہت بعد میں سیکھا۔ دریا پر بند باندھ کر ڈیم بنانا اور اس سے نہریں نکالنا اور ساتھ ساتھ بجلی پیدا کرنا آج کے دور کے انسان کے لیے اب کچھ ایسا مشکل نہیں بلکہ ایٹمی توانائی کے دور میں تو یہ بھی ایک پرانی چیز ہو چکی ہے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر سورج سے توانائی حاصل کر کے اسے بجلی میں بدل دینا بھی آج کے دور کے انسان کا کمال ہے لیکن ان سب سے بہت پہلے جب انسان نے یہ سیکھا کہ وہ کس طریقے سے ہوا کی طاقت سے ہوائی چکی اور پانی کی طاقت سے کسی پن چکی کے پہیے کو گھمانے کی قدرت رکھتا ہے تو وہ اس کی ایک بہت بڑی کامیابی تھی۔ انسان اس وقت ہوا اور پانی کی طاقت کو بجلی کی صورت میں بدلنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا مگر وہ ان قوتوں کے ذریعے کسی پہیے کو گھمانے کی صلاحیت حاصل کر چکا تھا اور اس کے دھرے کو آگے لے جا کر عین اسی طرح جس طریقے سے آج بجلی مشین کو حرکت میں لا کر انسان کے کام آتی ہے، اس دور میں انسان نے ان قوتوں کے ذریعے سادہ مشین کو چلانے کا کام لیا۔ یہ مشینیں انسانی قوت اور صلاحیت سے بڑھ کر پیداواری صلاحیت اور طاقت رکھتی تھیں۔

ایسی ہی پانی سے چلنے والی ایک چکی کے بارے میں آپ کو ابھی بتانے والا ہوں۔ یہ چکی جو صرف گندم اور دیگر اجناس کو پیسنے کے کام نہیں آتی تھی بلکہ اس کے ذریعے بھاری بھرکم پتھروں کو تراشا جاتا اور ان کے ذریعے شاہی محلات کے فرش، ستون یا شاہی مقبروں کی تشکیل اور تزئین کے کام آنے والے پتھروں کی تراش خراش کے ساتھ ساتھ ان کو پالش کر کے خوبصورت اور خوشنما ڈھانچے، گلدان اور دیگر اشیاء بنانے کا کام بھی اس چکی سے لیا جاتا تھا۔

قبل اس کے، کہ ہم اس خاص شاہی چکی یا مل کی بات کریں پہلے آپ کو لیے چلتے ہیں اس سے قریب ہی واقع ایک خوبصورت محل کی جانب پھر آپ کو یہ بات بھی سمجھ میں آجائے گی کہ یہاں پر اس چکی کا موجود ہونا کیا معنی رکھتا ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے۔

برلن سے شمال مشرق کی جانب اگر آپ ہائی وے نمبر 24 کے ذریعے جرمنی کے ایک دوسرے بڑے شہر ہمبرگ کی جانب روانہ ہوں تو تقریبا ہمبرگ شہر سے ایک سو کلومیٹر قبل ہی ایک دوسری ہائی وے نمبر 114 جرمنی کے ایک اور اہم شہر شورین کی جانب کو مڑتے ہوئے کراس کرتی ہے۔ ہائی وے 114 آپ کو سیدھے شورین شہر پہنچا دے گی۔ کسی زمانے میں یہ شہر مشرقی جرمنی کا ایک چھوٹا شہر ہوا کرتا تھا جو بالٹک سی سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ شورین جرمنی کے صوبے میکلن بورگ فور پومن کا دارالحکومت ہے اور یہاں پر واقع ایک خوبصورت محل دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اس محل کی خاص بات یہ بھی ہے کہ یہ نہ صرف اس شہر کی ایک خاص نشانی ہے بلکہ قدیم زمانے میں یہاں کے شہزادوں، ڈیوک کی رہائش گاہ، ان کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت ایک عالی شان یادگار عمارت ہے جو اپنے باغات، محلات اور گرجا گھر اور اردگرد کی دیگر عمارت کی وجہ سے بہت ہی اہمیت کی حامل ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ میکلن بورگ فور پومن کی صوبائی اسمبلی بھی اسی محل کے ایک حصے کو مختص کر کے بنادی گئی ہے۔ اس محل میں جابجا اس بات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بادشاہت سے جمہوریت کا راستہ کس حد تک آسان اور ہموار بنایا جا سکتا ہے اور درحقیقت جرمنی کی تاریخ بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے۔

شہر شورین کا یہ محل، یہاں پر موجود ایک بڑی سی جھیل، جو شورین جھیل کہلاتی ہے، میں واقع ایک جزیرے پر بنایا گیا ہے۔ اس کی تاریخ کافی پرانی ہے۔ شہر میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے شاہی محل کے مینار اور اس کی خوبصورت عالی شان عمارت اپنے خوبصورت خدوخال دیدہ زیب رنگ پورے جاہ جلال کے ساتھ دیکھنے والی آنکھوں کو مسحور شکنجے میں جکڑ لیتی ہے۔ پانچ زاویوں پہ مشتمل یہ خوبصورت محل 1560 میں ڈیوک یوہان البرش اول نے اپنے شاہی معمار یوہان بپتستا پار کے ذریعے اس کی بنیاد رکھی، جسے بعد میں ڈیوک اعلیٰ فریڈرش فرانز دوم نے اپنے آرکیٹیکٹ جارج اڈولف ڈاملر اور پھر بعد میں فریڈرش اگست اسٹولر نے اسے جدید ریٔنی سوں طرز پر مکمل کروایا۔ اس محل کے ایک ہال میں ایک تصویری شجرہ نسب، گزرے تمام بادشاہوں اور ملکاؤں کے پورٹریٹ اور قد آدم پورٹریٹ کے ذریعے نہایت خوبصورتی سے سجا کر اسے شجرہ نصب گیلری کا نام دیا گیا ہے اس کے علاوہ ایک بڑے سے درباری ہال میں ایک خوبصورت تخت لگا ہے جس پر بیٹھ کر اس علاقے کے والی شہزادے ڈیوک عوام کے مسائل سنا کرتے یا مجالسیں منعقد کی جاتیں۔ اس کے علاوہ یہاں ایک شاہی گرجا گھر بھی موجود ہے اور جیسا کہ میں نے اوپر بتایا صوبہ میکلن بورگ فور پومن کی صوبائی اسمبلی بھی یہیں منعقد ہوتی ہے۔ اس محل کو 24 جولائی 2022 کو یونیسکو کی جانب سے ثقافتی ورثے کا درجہ دیا گیا ہے۔ یہاں سالانہ تقریبا دو لاکھ افراد اس محل کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں اس محل کی پرانی تاریخ سن 965 تک جاتی ہے جب یہاں پر ایک قلعہ بنایا گیا تھا اور اس زمانے میں اندلس سے آئے ہوئے سیاح ابراہیم ابن یعقوب نے اس قلعے کا ذکر اپنے سفر نامے میں کیا تھا جو اس وقت یہاں آباد قوم سلاوش لوگوں کا ایک چوبی قلعہ تھا۔ جس نے آنیوالے وقتوں میں موجودہ محل کا روپ دھارلیا۔

اس محل میں سیڑھیوں کے پاس ایک بالشتیے کا

Over 210K+ Followers on social media now shining in print too

مجسمہ لگا ہے جس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں چابیوں کا گچھا ہے۔ جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ یہاں کا وہ چھلاوا ہے جو اس پر قبضے کرنے والوں کو اس قدر پریشان کیا کرتا تھا کہ وہ اس محل کو چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔

شیورین کے محل کا بیشتر حصہ خوبصورت سرخ اور سبز پتھروں سے بنی دیواروں اور ایستادہ ستونوں کا خوبصورت امتزاج ہے۔ دیواروں پہ منقش مینا کاریاں اور خوبصورت ڈیزائن بنے ہوئے ہیں۔ مختلف کمروں میں مختلف طرح کے خوبصورت فرنیچر لگے ہوئے ہیں استراحت گاہوں میں خوبصورت آرام دہ میں مسہریاں لگی ہیں۔ لکھنے پڑھنے کے کمرے دفتری کام کے کمرے خوبصورت میز اور کرسیوں سے آراستہ ہیں کرسیوں پر خوب صورت مخملی گدے لگے ہیں۔ کھانے کے کمرے طویل کھانے کی میز اور کرسیوں سے مزین ہیں۔ الغرض تمام محل نہایت خوبصورت نفیس اور طبیعت کو لبھا دینے والا ماحول پیش کر رہا ہوتا ہے جسے صرف دیکھ کر ہی سمجھا جاسکتا ہے۔ اس محل کے اردگرد طویل باغات کا ایک سلسلہ ہے ایک طرف سامنے جھیل کے نہایت خوبصورت منظر سے لطف اٹھانے کے لیے گیلری بنی ہے طویل باغات میں طرح طرح کے پودے اور پھول انتہائی خوشنما منظر پیش کرتے ہیں محل چونکہ ایک جزیرے پر واقع ہے تو اس کے سامنے سے ایک پل کے ذریعے اسے شہر کے بقیہ علاقوں سے جوڑ دیا گیا ہے۔ محل سے نکل کر پارک سے گزرتے ہوئے ہم لوگ باہر آ گئے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہم لوگ اٹھارویں صدی کے بادشاہی دور میں پہنچ گئے ہوں اور باہر نکل کر اچانک سے 21 ویں صدی میں داخل ہو گئے ہوں۔ دوپہر کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا اور بھوک خوب چمک اٹھی تھی۔ ہم لوگوں نے دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر آج رات یہیں شیورین میں قیام کرنے کی غرض سے ایک ہوٹل آ گئے۔

ہوٹل کیا تھا، شہر سے باہر ایک قریبی دیہی علاقے میں ایک فارم ہاؤس میں واقع تھا۔ یہ فارم ہاؤس بھی درحقیقت مویشیوں کے باڑوں کے بیچوں بیچ تھا جہاں بے شمار مویشی اور مرغیوں اور بطخوں کے فارم تھے۔ ایک طرف گھوڑوں کے اصطبل اور ان کی چراگاہیں تھیں تو دوسری جانب بے شمار گائے کے باڑے تھے۔ دودھ دینے والی گائے کے بچے ان سے علیحدہ ایک دوسرے باڑے میں چر رہے تھے کچھ چھوٹے بچوں کو ان کی ماؤں کے پاس دودھ پینے کے لیے بھی چھوڑ دیا گیا تھا۔ اسی طرح سے مرغیوں کے فارم اور بطخوں کے فارم بھی وہیں پر موجود تھے کچھ فاصلے پر پھول پودوں کی نرسری بھی تھی جہاں سے پھول پودے خریدے جاسکتے تھے۔

گاؤں کا چکر لگاتے ہوئے ہم لوگ ایک کیفے میں رک گئے اور شام کی چائے سے لطف اندوز ہونے لگے۔ بھیگتی شام سے لطف اندوز ہوتے ہوئے ہم لوگ اپنے کمرے میں آ گئے اور تھوڑی دیر میں اندھیرا چھا چکا تھا اب صرف آرام ہی کیا جا سکتا تھا چونکہ اس وقت اس گاؤں میں بالکل ہی ہو کا عالم ہو تھا اور کسی طرح کی تفریح یا سیر سپاٹے کے لیے گاڑی کے ذریعے شہر ہی جایا جاسکتا تھا مگر دن بھر کی تھکاوٹ کے بعد ہماری اس کی ہمت نہ تھی اور دوسرے دن ہمیں سویرے وہ پن چکی دیکھنے جانا تھا جس کے ذکر سے ہم نے آج کے اس مضمون کا آغاز کیا تھا۔ دوسرے دن صبح سویرے اٹھ کر ہم لوگ ناشتے کے لیے ایک ریستوراں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تقریباً 10 کلومیٹر دور محل کے عین سامنے ہم لوگوں کو ایک ریستوراں نظر آیا جس میں ہم نے ڈٹ کر ناشتہ کیا اور پھر محل کے باغ کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس کی پچھلی جانب ہمیں ایک پن چکی نظر آ گئی۔ اس پن چکی کا اہم اور چکی کو چلانے والا پہیہ چکی کی عمارت سے باہر کی جانب اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ اسے اوپر کی طرف سے آتے ہوئے پانی کے بہاؤ کے ذریعے حرکت میں لایا جا سکے پہیے کو ایک دھرے کے ذریعے جوڑ کر کمرے کے اندر لایا گیا ہے جہاں اسے مختلف پہیے اور دھرے کی مدد سے مختلف طریقے سے چلاتے ہوئے مختلف کام لیے جاتے ہیں یعنی دھرے کا ایک حصہ مختلف آریوں سے اس طرح سے جوڑا گیا ہے کہ وہ ایک مضبوط اور بھاری بھرکم آرے کی طرح پتھر کو کاٹ سکتے ہوں۔ پتھر کاٹنے کے دوران اٹھنے والے گرد و غبار اور اٹھنے والی چنگاریوں سے بچنے کی کی خاطر خواہ تدبیر کے طور پر اوپر سے پانی کو گرانے کا بندوبست ہے۔ اسی طریقے سے ریت کے ذروں کے استعمال کے ذریعے آریوں کی کارکردگی کو بڑھایا جاتا تھا اور ایک دوسری مشین میں ایک ایسے دھرے کو جوڑ کر کٹے ہوئے پتھروں کو پالش کیے جانے کا کام لیا جاتا تھا۔ اس مشین کو پن چکی سے چلایا جانے اور اس سے موجودہ دور کی برقی مشینوں کی طرح سے کام لیے جانے کا قدیم طریقہ نہایت دلچسپ اور قابل غور ہے۔

اٹھارویں صدی میں یہ پن چکی میکلن بورگ میں مکمل طور پر فعال تھی۔ جسے سن 1985 سے ایک میوزیم میں بدل کر اسے لوگوں کو چلا کر دکھایا جاتا ہے تاکہ پرانے وقت کی مشینی کارکردگی کا نمونہ پیش کیا جا سکے یہ پن چکی ایک اور "مردار جھیل" نامی جھیل سے منسلک ہے جسے محل کے باغ میں بنایا گیا ہے۔ پن چکی کے پہیے کو چلانے کے لیے اعشاریہ پانچ میٹر اونچائی سے نیچے گرتے پانی کی مدد لی جاتی ہے۔ گرنے والا پانی پہیے کو گھماتا ہے۔ پہیے سے منسلک دھرا گھومتا ہے تو مشین کو حرکت میں لاتا ہے۔ موجودہ میوزیم میں پن چکی کو چلانے والا پہیہ ساڑھے چار میٹر اونچا ہے۔

پن چکی سن 1705 میں ہی تیار ہو گئی تھی اور تب اس سے اناج، باجرے کو ہی پیسا جاتا تھا بعد میں یہاں پر اس کی توسیع کرتے ہوئے اس سے 1747 میں پتھروں کو کاٹنے اور ان کو چکنا کرنے کی پن چکی کا درجہ دے دیا گیا اور محل کے آرکیٹکٹ جارج اڈولف ڈامیلر نے اپنی نگرانی میں یہاں پتھروں کی کٹائی اور ان سے مختلف ٹائلز اور ڈھانچے بنوانے کا کام کروایا ہے۔

تقریباً" ڈیڑھ گھنٹے تک ہم لوگ میوزیم میں موجود طرانجینئر سے پن چکی کی کارکردگی پر جامع لیکچر سنتے رہے۔ اور یہاں سے نکل کر برلن کو لوٹ گئے۔

Over 210K+ Followers on social media now shining in print too

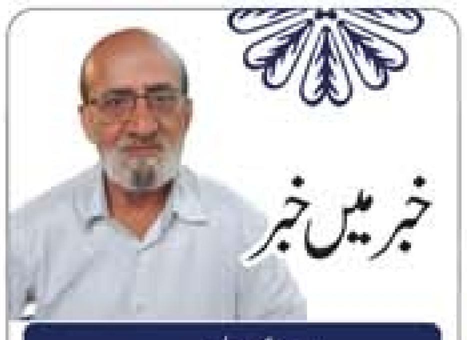

ماجد علی سید

خبروں کی تہہ میں بنتا نیا عالمی و علاقائی توازن

ایران اور امریکا کے درمیان ممکنہ مذاکراتی عمل ایک بار پھر عالمی توجہ کا مرکز بن چکا ہے۔ یہ معاملہ اب محض دو طرفہ سفارت کاری تک محدود نہیں رہا بلکہ ایک وسیع علاقائی اور بین الاقوامی فریم ورک اختیار کرتا جا رہا ہے جس میں مشرقِ وسطیٰ کے ساتھ ساتھ جنوبی ایشیا کے اہم ممالک بھی مختلف سطحوں پر شریک دکھائی دیتے ہیں۔ پاکستان، ترکیہ، قطر اور سعودی عرب جیسے ممالک کی بڑھتی ہوئی سفارتی سرگرمیاں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ خطہ ایک مرتبہ پھر بڑے سیاسی ارتعاش کے دور میں داخل ہو رہا ہے جہاں ہر قدم نہ صرف محتاط حکمتِ عملی کا متقاضی ہے بلکہ توازن اور رابطہ کاری بھی بنیادی ضرورت بن چکی ہے۔

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا یہ بیان کہ اگر ایران کے ساتھ کسی معاہدے کی صورت بنتی ہے تو وہ پاکستان کا دورہ کر سکتے ہیں، یہ بیان عالمی سفارت کاری میں ایک غیر معمولی سیاسی اشارہ سمجھا جا رہا ہے۔ اس بیان کو محض روایتی سیاسی جملہ قرار دینا بھی شاید اس کی مکمل نوعیت کو سمجھنے کے لیے کافی نہ ہو، کیونکہ اس میں ایک ایسے خطے کا ذکر موجود ہے جو طویل عرصے سے عالمی طاقتوں کے درمیان سفارتی رابطوں اور مذاکراتی کوششوں میں ایک اہم مگر غیر رسمی کردار ادا کرتا آیا ہے۔

پاکستان کا حوالہ اس تناظر میں اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسلام آباد کو خطے میں ایک ایسے فریق کے طور پر دیکھا جا رہا ہے جو مختلف طاقتوں کے درمیان پل کا کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ صورتحال پاکستان کے لیے نہ صرف ایک سفارتی موقع ہے بلکہ ایک ذمہ داری بھی ہے جس میں توازن، تحمل اور حکمتِ عملی بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

اسی دوران ایک اہم پیش رفت یہ ہے کہ امریکا اور ایران کے درمیان دوسرے مذاکراتی مرحلے کے 21 یا 22 اپریل کو اسلام آباد میں منعقد ہونے کے امکانات ہیں۔

اگر یہ تاریخیں حتمی شکل اختیار کرتی ہیں تو یہ پیش رفت اس بات کی علامت ہوگی کہ دونوں ممالک ابتدائی رابطوں اور اعتماد سازی کے مرحلے سے آگے بڑھ کر ایک منظم مذاکراتی فریم ورک کی طرف جا رہے ہیں۔ تاہم اس مرحلے کی کامیابی یا ناکامی اس بات پر منحصر ہوگی کہ آیا

دونوں فریق بنیادی اختلافات کو وقتی طور پر نرم کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں، کیونکہ جوہری پروگرام، پابندیوں کا نظام اور علاقائی سلامتی کے خدشات اب بھی بنیادی رکاوٹیں ہیں۔

اسی دوران وزیراعظم شہباز شریف کے حالیہ سفارتی دورے بھی اسی بڑے منظرنامے کا حصہ دکھائی دیتے ہیں۔ ترکیہ، قطر اور سعودی عرب کے دوروں کو محض رسمی روابط تک محدود نہیں سمجھا جا رہا بلکہ انہیں ایک وسیع مشاورت اور علاقائی رابطہ کاری کے سلسلے کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ خطے میں بدلتی ہوئی سیاسی صورتحال کے پیش نظر یہ بات اہم ہے کہ پاکستان اپنی خارجہ پالیسی میں متحرک نظر آ رہا ہے اور مختلف علاقائی طاقتوں کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہے۔

ترکیہ اور قطر جیسے ممالک پہلے بھی مختلف بین الاقوامی مذاکراتی عمل میں غیر رسمی سہولت کاری کا کردار ادا کر چکے ہیں، جبکہ سعودی عرب خطے کی بڑی سیاسی اور معاشی طاقت ہونے کے ناطے ہمیشہ سے اہم سفارتی اثر و رسوخ رکھتا ہے۔ ایسے میں وزیراعظم پاکستان کے ان ممالک کے ساتھ مسلسل رابطے اس بات کا اظہار ہیں کہ اسلام آباد خطے میں کسی بھی ممکنہ بڑے سفارتی عمل سے خود کو الگ نہیں رکھنا چاہتا۔

اسی سفارتی سرگرمی کے تسلسل میں پاکستان اور ایران کی عسکری قیادت کے درمیان بھی اہم روابط دیکھنے میں آئے ہیں۔

فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی خطے میں مصروفیات اور بالخصوص ایران کے ساتھ اعلیٰ سطحی رابطوں کو خطے کی مجموعی سفارت کاری میں ایک اہم پیش رفت کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔

تہران میں ایرانی قیادت کے ساتھ ملاقاتیں اس بات کی علامت ہیں کہ پاکستان اور ایران کے درمیان تعلقات محض رسمی سفارت کاری سے آگے بڑھ کر اب علاقائی سلامتی، سرحدی تعاون اور وسیع تر جغرافیائی سیاسی معاملات تک پھیلتے جا رہے ہیں۔

اگر ان تمام اقدامات کو ایک ساتھ دیکھا جائے تو ایک واضح تصویر ابھرتی ہے کہ ایران اور امریکا کے درمیان ممکنہ مذاکرات اب صرف واشنگٹن اور تہران کے درمیان محدود نہیں رہے بلکہ ایک کثیر الجہتی سفارتی عمل کی شکل اختیار کرتے جا رہے ہیں۔

پاکستان کی بڑھتی ہوئی مصروفیات، ترکیہ اور قطر کی مسلسل سفارتی موجودگی اور سعودی عرب کا فعال کردار اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ خطے میں ایک غیر رسمی مگر مؤثر ڈپلومیٹک نیٹ ورک موجود ہے جو مختلف سطحوں پر اس عمل کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے۔

تاہم اس تمام تر سفارتی سرگرمی کے باوجود یہ کہنا قبل از وقت ہوگا کہ کوئی حتمی معاہدہ قریب ہے یا معاملات کسی واضح نتیجے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ایران اور امریکا کے درمیان بنیادی اختلافات اب بھی اپنی جگہ موجود ہیں جن میں جوہری پروگرام، علاقائی اثر و رسوخ، اور سیکیورٹی خدشات جیسے پیچیدہ مسائل شامل ہیں۔ ان مسائل کا حل محض بیانات یا ابتدائی رابطوں سے ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے طویل، صبر آزما اور مسلسل مذاکراتی عمل درکار ہوگا۔

پاکستان کے لیے یہ صورتحال ایک نہایت نازک مگر اہم موڑ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک طرف اسلام آباد کے لیے یہ امکان موجود ہے کہ وہ خطے میں ایک سہولت کار یا رابطہ کار کے طور پر اپنے سفارتی کردار کو مزید مضبوط کرے، جبکہ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کردار کے ساتھ کئی چیلنجز بھی جڑے ہوئے ہیں۔ کسی بھی بڑے بین الاقوامی تنازع میں ثالثی یا سہولت کاری کا کردار ادا کرنا صرف بیانات یا وقتی سرگرمیوں سے ممکن نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے مستقل مزاجی، ادارہ جاتی مضبوطی اور واضح سفارتی حکمت عملی ناگزیر ہوتی ہے۔

اسی تناظر میں وزیراعظم شہباز شریف کی حالیہ سفارتی سرگرمیوں کو اگر ایک تسلسل کے طور پر دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ پاکستان اپنی خارجہ پالیسی میں فعال کردار ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ خطے کے اہم ممالک کے ساتھ مسلسل رابطے اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام آباد بدلتی ہوئی عالمی صورتحال سے خود کو الگ رکھنے کے بجائے اس میں ایک ذمہ دار فریق کے طور پر شامل رہنا چاہتا ہے۔

اسی طرح فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی ہر سطح پر ہونے والی مصروفیات کو بھی محض عسکری روابط تک محدود نہیں دیکھا جا سکتا بلکہ یہ وسیع تر اسٹریٹجک سوچ کی عکاسی کرتا ہے جہاں سیکیورٹی، سفارت کاری اور علاقائی استحکام ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

امریکی صدر کے بیان کو اگر اسی مجموعی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عالمی سطح پر پاکستان کے کردار کو ایک بار پھر اہمیت دی جا رہی ہے۔

اگرچہ اس بیان کو کسی حتمی سفارتی پیش رفت کا اعلان نہیں کہا جا سکتا، تاہم یہ ضرور ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان کا نام خطے کے بڑے مذاکراتی عمل میں ایک ممکنہ رابطہ کار کے طور پر زیرِ بحث آ رہا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو موجودہ صورتحال ایک ایسے سفارتی موڑ کی نشاندہی کرتی ہے جہاں فیصلے ابھی مکمل طور پر واضح نہیں ہوئے لیکن سمت کا تعین ہونا شروع ہو چکا ہے۔ ایران اور امریکا کے درمیان ممکنہ مذاکرات اگر 1 2 یا 2 2 اپریل کو منعقد ہوتے ہیں تو یہ ایک اہم سنگِ میل ہوگا۔

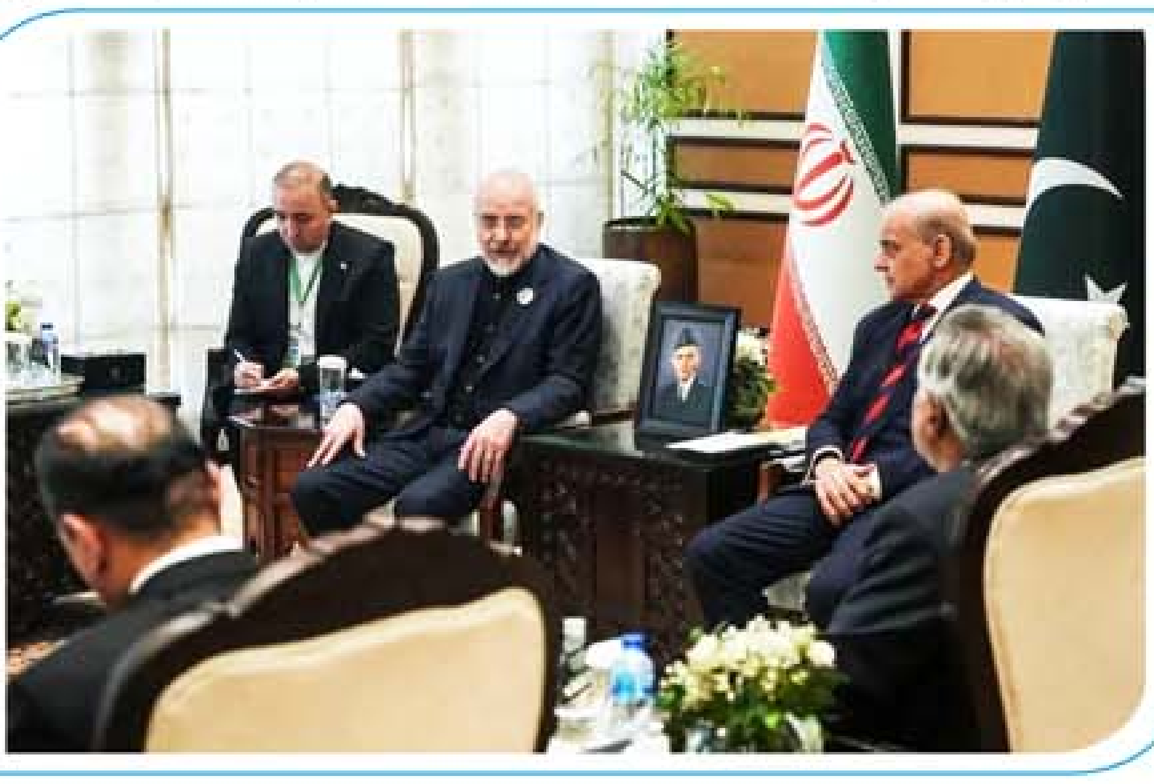

پاکستان میں ڈیجیٹل فنانس کے شعبے میں تیزی سے ابھرتے ہوئے مواقع

پاکستان واچ رپورٹ

پاکستان میں ڈیجیٹل فنانس کے شعبے میں تیزی سے ابھرتے ہوئے مواقع نہ صرف مقامی بلکہ عالمی سرمایہ کاروں کی توجہ کا مرکز بنتے جا رہے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی، اسمارٹ فون کے بڑھتے استعمال، اور حکومتی سطح پر کی جانے والی اصلاحات نے اس شعبے کو ایک نئی جہت عطا کی ہے۔ حالیہ پیش رفت میں چینی کمپنی Group Fin Volution اور اس کی ذیلی کمپنی کی پاکستان میں دلچسپی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ملک ڈیجیٹل معیشت کے میدان میں ایک اہم مقام حاصل کر رہا ہے۔

اسی تناظر میں of Pakistan andExchange Commission Securities کے چیئرمین ڈاکٹر کبیر احمد سدھو سے چینی وفد کی ملاقات نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ اس ملاقات میں ڈیجیٹل فنانس کے فروغ، ریگولیٹری اصلاحات، اور مالی شمولیت جیسے کلیدی موضوعات پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ پاکستان میں مالیاتی نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے پالیسی سازی اور ٹیکنالوجی کا امتزاج ناگزیر ہے۔

پاکستان کی معیشت میں ڈیجیٹل فنانس کا کردار دن بہ دن بڑھ رہا ہے۔ ماضی میں جہاں بینکاری نظام تک رسائی محدود تھی، وہیں اب ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے لاکھوں افراد کو مالی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ خاص طور پر دیہی اور کم سہولت یافتہ علاقوں میں یہ تبدیلی ایک خاموش انقلاب کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ فن وولیوشن گروپ کی جانب سے پاکستان میں سرمایہ کاری اسی تبدیلی کا تسلسل ہے، جو نہ صرف مالیاتی خدمات کو عام کرے گی بلکہ معیشت کے غیر رسمی شعبے کو بھی باضابطہ نظام میں شامل کرے گی۔

فن لیپ فنانشل سروسز کا ''دائرہ'' پلیٹ فارم اس سلسلے کی ایک نمایاں مثال ہے، جو صارفین کو فوری اور آسان ڈیجیٹل قرضہ فراہم کر رہا ہے۔ اس پلیٹ فارم کی خاص بات یہ ہے کہ یہ روایتی بینکاری کے پیچیدہ مراحل کے بغیر، صرف چند کلکس میں قرضہ فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس سے نہ صرف کاروباری سرگرمیوں کو فروغ مل رہا ہے بلکہ چھوٹے تاجروں اور نوجوانوں کے لیے نئے مواقع بھی پیدا ہو رہے ہیں۔

پاکستان میں ڈیجیٹل فنانس کے فروغ کی ایک بڑی وجہ حکومتی سطح پر کی جانے والی اصلاحات ہیں۔ ایس ای سی پی نے حالیہ برسوں میں فن ٹیک کمپنیوں کے لیے ایک سازگار ماحول فراہم کرنے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں، جن میں لائسنسنگ کے عمل کو آسان بنانا، ڈیجیٹل قرضہ جات کے لیے فریم ورک تیار کرنا، اور صارفین کے تحفظ کو یقینی بنانا شامل ہیں۔ ان اصلاحات کے باعث عالمی سرمایہ کاروں کا اعتماد بڑھا ہے، جس کا عملی مظاہرہ فن وولیوشن گروپ کی پاکستان میں توسیع سے ہوتا ہے۔

شنگھائی میں قائم فن وولیوشن گروپ کا نیویارک اسٹاک ایکسچینج میں لسٹ ہونا اس کی عالمی ساکھ کا ثبوت ہے۔ ایسی کمپنی کا پاکستان جیسے ابھرتے ہوئے بازار میں سرمایہ کاری کرنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ عالمی سطح پر پاکستان کی ڈیجیٹل معیشت کو سنجیدگی سے لیا جا رہا ہے۔ یہ سرمایہ کاری نہ صرف مالی وسائل فراہم کرے گی بلکہ جدید ٹیکنالوجی اور بین الاقوامی تجربہ بھی پاکستان منتقل کرے گی۔

ڈیجیٹل فنانس کے فروغ سے مالی شمولیت میں نمایاں اضافہ متوقع ہے۔ پاکستان کی ایک بڑی آبادی اب بھی روایتی بینکاری نظام سے باہر ہے، جس کی بنیادی وجوہات میں جغرافیائی رکاوٹیں، دستاویزی تقاضے، اور مالی خواندگی کی کمی شامل ہیں۔ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز ان تمام رکاوٹوں کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ موبائل فون کے ذریعے مالی خدمات کی فراہمی نے نہ صرف رسائی کو آسان بنایا ہے بلکہ اخراجات کو بھی کم کیا ہے۔

مزید برآں، ڈیجیٹل قرضہ جات کے ذریعے چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباروں (SMEs) کو سرمایہ فراہم کرنا معیشت کے لیے نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ یہ کاروبار پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، مگر اکثر انہیں مالی وسائل تک رسائی میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ فن لیپ جیسے پلیٹ فارمز اس خلا کو پر کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں، جس سے کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔

تاہم، ڈیجیٹل فنانس کے فروغ کے ساتھ کچھ چیلنجز بھی موجود ہیں۔ سائبر سیکیورٹی، ڈیٹا پرائیویسی، اور صارفین کے تحفظ جیسے مسائل کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس حوالے سے ریگولیٹری اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک ایسا فریم ورک تشکیل دیں جو نہ صرف جدت کی حوصلہ افزائی کرے بلکہ صارفین کے مفادات کا بھی تحفظ کرے۔ ایس ای سی پی کی جانب سے کیے گئے اقدامات اس سمت میں ایک مثبت پیش رفت ہیں، مگر مزید بہتری کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے۔

پاکستان میں نوجوانوں کی بڑی تعداد ڈیجیٹل ٹیکنالوجی سے واقف ہے، جو اس شعبے کے لیے ایک بڑی طاقت ہے۔ اگر اس صلاحیت کو درست سمت میں استعمال کیا جائے تو پاکستان نہ صرف خطے میں بلکہ عالمی سطح پر بھی ڈیجیٹل فنانس کا ایک اہم مرکز بن سکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ تعلیم، ٹیکنالوجی، اور سرمایہ کاری کے شعبوں میں ہم آہنگی پیدا کی جائے۔

فن وولیوشن گروپ کی پاکستان میں موجودگی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ نہ صرف سرمایہ کاری کا ایک ذریعہ ہے بلکہ اعتماد کا ایک پیغام بھی ہے کہ پاکستان عالمی مالیاتی نقشے پر اپنی جگہ بنا رہا ہے۔ اس پیش رفت سے دیگر بین الاقوامی کمپنیوں کو بھی پاکستان میں سرمایہ کاری کی ترغیب ملے گی، جس سے معیشت کو مزید استحکام حاصل ہوگا۔

مستقبل کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان میں ڈیجیٹل فنانس کا شعبہ بے پناہ امکانات کا حامل ہے۔ حکومتی اصلاحات، نجی شعبے کی دلچسپی، اور ٹیکنالوجی کی ترقی اس شعبے کو نئی بلندیوں تک لے جانے کے لیے کافی ہیں۔ اگر ان عوامل کو مؤثر انداز میں یکجا کیا جائے تو پاکستان نہ صرف مالی شمولیت میں نمایاں کامیابی حاصل کر سکتا ہے بلکہ ایک مضبوط اور پائیدار ڈیجیٹل معیشت کی بنیاد بھی رکھ سکتا ہے۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فن وولیوشن گروپ اور فن لیپ کی پاکستان میں سرمایہ کاری ایک مثبت پیش رفت ہے جو ملک کے مالیاتی نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنے میں مدد دے گی۔ یہ اقدام نہ صرف سرمایہ کاری کے نئے دروازے کھولے گا بلکہ عوام کو مالی خودمختاری کی جانب بھی گامزن کرے گا۔ ڈیجیٹل فنانس کا یہ سفر ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں ہے، مگر اس کی رفتار اور سمت اس بات کی نشاندہی کر رہی ہے کہ آنے والے برسوں میں پاکستان اس میدان میں نمایاں مقام حاصل کرے گا۔

ایڈیٹر: نشید آفاقی

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاکستان واچ

PAKISTAN WATCH

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3